رجب المرجب اور شعبان المعظم

پر

ایک تحقیقی مطالعہ



مؤلف

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی



خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چرتھاولی

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

رجب المرجب اور شعبان المعظم

پر

ایک تحقیقی مطالعہ

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگر کوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رجب المرجب اور شعبان المعظم پر ایک تحقیقی مطالعہ

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

کمپیوٹر و کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد اللہ علاء الدین قاسمی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔83

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ قاری عبد العلّام صاحب، C-178 تیسری منزل نزد چاند مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی۔95)

☆ حاجی عبد الغنی صاحب، A-330 نزد مرکزی جامع مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی۔95)

☆ قاری مطیع الرّحمٰن صاحب، اتوار بازار، نزد مدینہ مسجد، اگر نگر مبارک پور، (نئی دہلی)

☆ محمد اسلم و حافظ عبد العزیز صاحب، چمن جنرل اسٹور 1981 گلی قاسم جان بازار لال کنواں، نزد ہمدرد دواخانہ (دہلی-6)

CONTACT KHANQUAH

Abdullah: 7654132008-Q. Abdul Allam: 9818406313
H. Abdul Gani : 9811542512 Md Aslam: 9250283190
H. Abdul Aziz: 9811626704 Q. Mutiur Rahman: 8882919635

Email: Abdullahdbg1994@gmail.com

فہرست

عرض مؤلف

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

زیر نظر کتاب کی تالیف کا سبب یہ ہوا کہ مدتوں سے ماہ رجب اور اس کے روزوں سے متعلق خود راقم کے ذہن میں بھی اور بعض مسائل معلوم کرنے والے حضرات کی جانب سے بھی یہ سوال بار بار پیدا ہوتا رہا کہ رجب المرجب کی فضیلت کیا ہے؟ اس میں واقعۂ معراج کے وقوع کی حقیقت کیا ہے؟ کیا واقعتاً ستائیس رجب کا روزہ جو عام طور پر مشہور ہے اس کا رکھنا ضروری ہے۔ غرض لوگوں میں عموماً اس ماہ کے تئیں توجہ، دھیان، احترام اور عبادات کے اہتمام کے حوالہ سے بڑی دلچسپیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔

میں نے ابتدائے شعور سے رجب کے روزے کی اہمیت کے بارے میں عوام کے درمیان طرح طرح کی روایتیں دیکھیں، مگر صحاح ستہ میں اس کا کہیں تذکرہ نہ پایا، اور نہ ہی اس سلسلہ میں علماء سلف وخلف کا کوئی عمل ملا، مگر عوام میں اس کی شدت سے تعمیل کے احوال دیکھ کر اور سن کر قلب وذہن کی اسکرین پر مسلسل یہ کشمکش جاری رہی کہ کیا اس مہینہ کی مخصوص عبادتوں سے خود کو وابستہ کیا جائے یا نہیں، کاتب حروف کی ہمیشہ یہ عادت اور مزاج ومذاق رہا ہے کہ بغیر دلیل صحیح کے کسی امر شرعی کو قبول نہیں کرتا، اسلئے دل میں آیا کہ کیوں نہ رجب المرجب

کی عبادتوں پر صحیح تحقیق کر کے ہی کوئی عملی فیصلہ کیا جائے اور اس کو قلم بند بھی کیا جائے تا کہ امت مسلمہ بھی اس سے علمی اور عملی نفع اٹھائے۔

اللہ کا شکر ہے اس موضوع پر کچھ مستند اور مفید مضامین آ گئے ہیں، آپ ان کو پڑھیں اور اپنے قلب و دل کی تسکین کا سامان کریں، شعبان المعظم کا مہینہ بھی اسی ماہ سے پیوستہ ہے اس لئے اس کے بھی کچھ فضائل بیان کر دئے گئے ہیں تا کہ قارئین کو دونوں مہینوں کی عبادات اور ان کے فضائل کے بارے میں صحیح علم و معرفت حاصل ہو جائے۔

رجب المرجب میں بہت ساری من گھڑت رسمیں بھی لوگوں نے مقرر کر رکھی ہیں، ان کے ابطال پر بھی اس کتاب میں مدلل گفتگو کی گئی ہے، اس لئے قارئین ایک نظر اس کے مضامین پر ضرور ڈالیں، ان شاء اللہ حق و باطل دونوں آپ پر واضح ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرما کر ذریعۂ ثواب و رضا بنائے۔ (آمین)

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

۵ / رجب المرجب، بروز دوشنبہ ۱۴۴۳ھ

مطابق ۷ / فروری ۲۰۲۲ء

ماہ رجب کی فضیلت

وجہ تسمیہ :۔ قمری تقویم (ہجری کیلنڈر) اسلامی سال کے ساتویں مہینہ کا نام رجب المرجب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے اور ترجیب کے معنی تعظیم کرنا ہے۔ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس مہینہ میں جدال وقتال نہیں ہوتے تھے اس لیے اسے ''الاصم رجب'' کہتے تھے کہ اس میں ہتھیاروں کی آوازیں نہیں سنی جاتیں۔ اس مہینہ کو اصب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت وبخشش کے خصوصی انعام فرماتا ہے۔ اس ماہ میں عبادات اور دعائیں مستجاب ہوتی۔

رجب ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کو قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۳۶)

ترجمہ:۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ (کنز الایمان)

سرکار غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رجب کا ایک نام مطہر ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۵۳)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ (ما ثبت من السنۃ ص ۱۷۰)

ایک اور جگہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا:۔ رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے قرآن کی فضیلت تمام ذکروں (صحیفوں) کتابوں پر ہے اور

تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسی محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم کی فضیلت باقی تمام انبیائے کرام پر ہے اور تمام مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام مخلوق بندوں پر ہے۔

ماہ رجب کے نوافل

لیلۃ الرغائب کی فضیلت :۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے جامع الاصول کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم نے لیلۃ الرغائب کا تذکرہ فرمایا وہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات ہے (یعنی جمعرات کا دن گزرنے کے بعد) اس رات میں مغرب کے بعد بارہ رکعات نفل چھ سلام سے ادا کی جاتی ہے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ القدر تین دفعہ اور سورۂ اخلاص بارہ بارہ دفعہ پڑھے۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ درود شریف ستر (۷۰) مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! رحمت فرما حضرت محمد نبی امی پر اور ان کی آل و اصحاب پر اور بھی اور سلامتی کا نزول فرما۔

پھر سجدہ میں جا کر ستر (۷۰) مرتبہ یہ پڑھے: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔

(یعنی پاک و مقدس ہے ہمارا رب اور فرشتوں اور حضرت جبرئیلؑ کا رب)

پھر سجدے سے سر اٹھا کر ستر بار یہ پڑھے:۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ۔

یعنی اے اللہ! بخش دے اور رحم فرما اور تجاوز فرما اس بات سے جسے تو جانتا ہے بے شک تو بلند و برتر اور عظیم ہے۔

پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے اور پھر سجدے میں جو دعا مانگے گا قبول ہوگی۔

رجب کی پندرہ تاریخ میں مدد چاہنے کے لئے، اشراق کے بعد دو دو رکعت سے (پچیس دفعہ میں) پچاس رکعات نماز ادا کریں۔ اس کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد، سورۃ الاخلاص اور معو ذ تین پڑھیں اور پھر دعا کریں۔ یہ نماز ۱۵ رجب کے علاوہ ۱۵ رمضان میں بھی ادا کی جاتی ہے۔

رجب کی پندرہ تاریخ میں مشائخ کا معمول رہا ہے کہ دس رکعات نماز ادا کیجئے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار اور دوسرے قول کے مطابق دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیئے، جب نماز سے فارغ ہوں تو سو(۱۰۰) مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (اللہ پاک ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔

تیرہ، چودہ اور پندرہ (یعنی ایام بیض) رجب کی راتوں میں بیدار ہوں اور ان تینوں راتوں میں ہر شب سو سو رکعات نماز ادا کریں (یعنی تینوں راتوں میں مجموعی طور پر تین سو(۳۰۰) رکعات ادا کریں) ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھیں جب نماز سے فارغ ہوں تو ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ عزوجل زمانے کی جملہ بلاؤں اور آسمان کی آفتوں سے محفوظ رہیں گے اور فلکی شر اور زمینی خرابیوں سے سلامت رہیں گے اور اگر ان راتوں میں موت واقع ہو جائے تو شہید کا درجہ پائیں گے۔ (لطائف اشرفی جلد دوم صفحہ ۳۴۴)

شبِ جمعہ اور رجب کی پہلی رات کی فضیلت

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے:

لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ اَزْهَرُ۔

(شعب الایمان للامام البیہقی ج ۳ ص ۳۷۵، فضائل الاوقات للامام البیہقی ص ۱۰۵، مشکوۃ ص ۱۲۱)

جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَاَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَتَا الْعِيْدِ۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۲ فضائل الاوقات ص ۳۱۲، مصنف عبدالرزاق ج ٤ ص ۳۱۷)

پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی: (۱) شبِ جمعہ (۲) رجب کی پہلی رات (۳) شعبان کی پندرہویں شب (٤) عید الفطر کی رات (۵) عید الاضحیٰ کی رات۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلَغَنَا اَنَّه كَانَ يُقَالُ اِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِيْ خَمْسِ لَيَالٍ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْاَضْحٰى وَلَيْلَةِ الْفِطْرِ وَاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ۳۴۲، سنن کبریٰ ج ۳ ص ۳۱۹، لطائف المعارف ابن رجب الحنبلی ص ۱۴٤)

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یوں کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے (۱) شبِ جمعہ (۲) عید الاضحیٰ کی رات (۳) عید الفطر کی رات (٤) رجب کی پہلی رات (۵) اور شعبان کی پندرہویں شب۔

مذکورہ احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ شبِ جمعہ اور رجب کی پہلی رات اس لحاظ سے فضیلت کی حامل ہیں کہ اِن میں کی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں لہٰذا جو لوگ شب زندہ دار ہوں اُنہیں چاہیے کہ وہ اِن راتوں میں خلوص کے ساتھ دعا میں مشغول ہوں البتہ چونکہ صحیح احادیث میں ان راتوں کی کوئی مخصوص ومتعین عبادت نہیں آئی اس لیے اپنی طرف سے کسی خاص عبادت کا ان راتوں میں معمول نہ بنائیں۔

رجب کا مہینہ

ان فی رجب یوما و لیلة من صام ذلک الیوم و قام تلک اللیلة کان له من الاجر کمن صام مائة سنة و قام لیالیها و هی لثلاثة بقین من رجب۔

ترجمہ: رجب کی ستائیسویں رات قیام کرنے، اور ستائیسویں دن روزہ رکھنے کا ثواب سو سال قیام کرنے، اور سو سال روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

تحقیق: حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اس روایت کو غنیۃ الطالبین میں بیان کیا ہے، لیکن ابن حجرؒ نے اس کو موضوع کہا ہے۔ (الآثار المرفوعۃ ۵۹ / تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب لابن حجرؒ)

رجب کی پندرہویں رات میں چودہ رکعتیں اور ان کے فضائل۔

رجب کی ستائیسویں رات میں بارہ رکعتیں اور ان کے فضائل۔

رجب کے مہینے میں کسی بھی دن روزہ رکھ کر چار رکعتیں پڑھنا اور ان کے فضائل۔

تحقیق: یہ ساری روایتیں موضوع ہیں، رجب کے مہینے میں نمازوں کے متعلق کوئی خاص عدد اور کوئی خاص طریقہ مروی نہیں ہے، بلکہ سرے سے اس میں نماز کی کوئی خاص فضیلت ہی نہیں ہے۔ (مستفاد من الآثار المرفوعۃ للکنویؒ و تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب لابن حجرؒ و زوال السنۃ عن اعمال السنۃ للتھانویؒ ۱۵)

رجب کے مہینے میں روزے کی بھی کوئی خاص فضیلت نہیں ہے، ایک روایت ہے وہ بھی ضعیف ہے، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ رجب کا روزہ رکھنے پر لوگوں کو مارتے تھے۔ (زوال السنۃ عن اعمال السنۃ ۱۴)

تنبیہ: غنیۃ الطالبین، احیاء العلوم، قوت القلوب اور دیگر صوفیائے کرام کی کتابوں میں ہر ہر مہینے میں خاص خاص نمازوں کا ذکر کیا گیا ہے، اور وہاں سے منقول ہو کر پیشہ ور واعظوں کی زبانی سننے کو، اور رسالوں اور کتابوں میں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔

ماہ رجب اور واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾۔ (سورۃ التوبہ، آیت:36)

اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں ان چار مہینوں کی تحدیث قرآن کریم میں نہیں ہے، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب، معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ ان چار مہینوں کو اشہر حرم کہا جاتا ہے۔ ان مہینوں کو حرمت والے مہینے اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر ان چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلّم رہی ہے، حتی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے" اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان، وبلغنا رمضان " اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہنچا۔ (مسند احمد، بزار، طبرانی، بیہقی)

لہٰذا ماہ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرما دیتے تھے۔ ماہ رجب کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت حاصل ہوئی، جس سے ماہِ رجب کا کسی حد تک مبارک ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ماہ رجب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی رائے مختلف ہیں۔ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہیں، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال 27 / رجب کو 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، جیسا کہ علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مہر نبوت" میں تحریر فرمایا ہے۔

اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر ،جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل۔

﴿سُبۡحَانَ الَّذِیۡ أَسۡرَی بِعَبۡدِهِ لَیۡلاً مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ إِلَی الۡمَسۡجِدِ الأَقۡصَی﴾

میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے وہ سفر آسمانوں کی طرف ہوا، اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے، جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں "عرج بی" یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے اس سفر کا نام معراج ہو گیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے:

﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّی، فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ أَوۡ أَدۡنَی، فَأَوۡحَی إِلَی عَبۡدِهِ مَا أَوۡحَی﴾

پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ

اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمائی تھی، وہ نازل فرمائی۔

سورہ النجم کی آیات 18-13 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى، عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى، عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى، إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى، لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾

اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔اس بیر کے درخت کے پاس، جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ شعبان ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے، رجب اللہ عزوجل کا اور رمضان میری امت کا۔شعبان گناہوں کو دور کرنے والا ہے اور رمضان بالکل پاک کر دینے والا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب کا شرف اور فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کلاموں پر قرآن مجید کی فضیلت اور تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام انبیاء پر میری فضیلت اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی جیسے تمام کائنات پر اللہ کی فضیلت۔ (غنیۃ الطالبین اردو، ص:۳۴۱)

ماہ رجب اور اس کے فضائل و مسائل

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔"

حضرت مفتی صاحب "منھا أربعة حرم" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "ان کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے، ایک تو اس لئے کہ ان میں قتل وقتال حرام ہے، اور دوسرا اس لئے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں۔ ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ان میں پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہوگیا مگر دوسرا حکم (احترام وادب) اور ان میں عبادت گزاری کا اہتمام اسلام میں ابھی باقی ہے۔ (معارف القرآن:4/370 تا 372)

اسلام نے اس مہینہ کو بہت معزز و محترم بتلایا ہے، مگر افسوس، صد افسوس کہ بعد کے جہلاء نے اس مہینہ میں بہت سی من گھڑت خرافات شروع کردیں جس کا دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ قرآن و حدیث میں ان کے بارے میں کوئی ذکر ملتا ہے۔

صحابی رسول، کاتب رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یوم وفات

22 رجب صحابی رسول، کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے، علامہ طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مات معاوية بدمشق سنة ستين يوم الخميس لثمان بقين من رجب۔

(تاریخ طبری:5، 324، دار التراث، بیروت)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا: **اللّٰهم اجعله هاديا مهديا واهد به۔** (جامع الترمذی:2/247)

اے اللہ! تو معاویہ کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا، ان کو ہدایت عطا فرما اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ ایک اور جگہ فرمایا: **اللّٰهم علّم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب۔**

اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما، اور اس کو عذاب سے محفوظ فرما۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللّٰھمّ علّمه الكتاب و مكن له في البلاد و قه العذاب۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:9 ص:356 طبع بیروت)

یعنی اے اللہ! معاویہ کو کتاب سکھا دے اور شہروں میں اس کے لیے ٹھکانے بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا لے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو کسی مشورے کیلئے طلب فرمایا، مگر دونوں حضرات مشورہ نہ دے سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادعوا معاوية احضروه أمركم فإنّه قويّ أمين۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: 9/356)

ترجمہ: معاویہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو، کیونکہ وہ قوی ہیں (مشورہ دیں گے) اور امین ہیں (غلط مشورہ نہیں دیں گے)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار کاتبانِ وحی میں ہوتا ہے اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا، یہ دونوں حضرات دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ (ابن حزم، جوامع السیرۃ، ص:27)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مراسلہءِ نبوی کے قاری تھے۔

(مسند احمد: 3/441، مجمع الزوائد، البدایہ والنھایہ)

آپ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا عظیم اعتماد تھا کہ خصوصی خطوط کے محرر رہے۔ (الاصابہ: 3/393)

آپ رضی اللہ عنہ کو پہلوئے نبوت میں بیٹھنے کا شرف حاصل رہا۔

آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تاریخ ابن عساکر)

آپ رضی اللہ عنہ غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شریک رہے، چنانچہ غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 100، اونٹ اور 40، اوقیہ بھی عنایت فرمائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام حضرت عبداللہ ابن مبارک کی نگاہ میں

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ؟ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے جواب دیا: "جو مٹی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں پڑی وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ہزار درجہ افضل ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام حضرت پیرانِ پیر کی نگاہ میں

پیرانِ پیر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں معاویہ کے راستے میں بیٹھوں، اس کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی میرے اوپر پڑے میں اسے اپنے لیے باعثِ نجات اور فخر سمجھتا ہوں۔

حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ حمص کے والی تھے، ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضرت عمیر نے فرمایا کہ: معاویہ کو صرف خیر کے ساتھ یاد کرو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاویہ کے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرما۔

رجب کے کونڈوں کی شرعی و تاریخی حیثیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی ابدی کامیابی کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں رکھا ہے،

انسان اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت ورضا سے حاصل کرنے کیلیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر چونکہ انسان کی کامیابی شیطان کو اچھی نہیں لگتی تو جب انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، شیطان اگر چہ اس سے خوش ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پریشانی کی بات یہ ہوتی ہے کہ گناہ گار انسان جب ندامت وشرمندگی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا تو اپنے گناہ سے بالکل پاک صاف ہو جائے گا اور شیطان سوچتا ہے، میری ساری محنت رائیگاں جائے گی، تو پھر انسان کو ایک ایسے گناہ میں مبتلا کر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کے ارتکاب پر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی، اور وہ گناہ "بدعت" ہے۔ جی ہاں! بدعت بہت ہی سنگین گناہ ہے، کیوں کہ بدعتی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑی نیکی کر رہا ہے جبکہ وہ اپنے عمل کو گناہ تصور ہی نہیں کرتا تو وہ توبہ کیسے کرے گا؟ تو بدعتی ہمیشہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

انہی بدعات میں سے ایک قبیح بدعت 22 رجب کے کونڈوں کی رسم ہے۔ یہ بغضِ صحابہ اور توہین صحابہ پر مبنی رسم دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ 22 رجب کی شب کو عورتیں نہا دھو کر باوضو ہو کر خاص طریقہ کے مطابق پوریاں بنا کر مٹی کے کورے کونڈوں میں بھر کے چوکی یا صاف چادر پر رکھ کر ایک منظوم کتاب پڑھواتی ہیں، اس رسم کی ابتداء سنہ 1906ء میں ریاست رام پور (یوپی) سے ہوئی۔

کونڈوں کی من گھڑت کہانی

رجب کے کونڈوں کو ثابت کرنے کیلئے ایک جھوٹی کہانی کا سہارا لیا جاتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینے میں ایک غریب لکڑہارے کی بیوی نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو 22 رجب کو میرے نام کے کونڈے بھرے گا پھر اللہ سے جو بھی دعا کریگا وہ قبول ہو گی ورنہ قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ لے۔ چنانچہ اس لکڑہارے کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ اس کا شوہر بہت سا مال لیکر واپس لوٹا اور ایک شاندار محل تعمیر کر کے رہنے لگا، اور وزیر کی بیوی نے کونڈوں کو نہ

مانا تو اس کے شوہر کی وزارت ختم ہوگئی۔ پھر اس نے توبہ کی اور کونڈے بھرے تو دوبارہ وزیر بن گیا۔اس کے بعد بادشاہ اور قوم ہر سال دھوم دھام سے یہ رسم منانے لگے۔

یہ ایک قبیح بدعت و رسم ہے جو دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایجاد کردہ ہے، اس کی ایجاد صرف اور صرف بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اظہار کے لیے ہے۔اس کا دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رجب کے کونڈوں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں، ان کو ترک کردینا چاہیئے ان کو شرعی سمجھ کر پکانا، بنانا، کھانا بدعت ہے۔ (کفایت المفتی:2/283، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کونڈوں کی مروجہ رسم محض بے اصل، خلافِ شرع اور بدعت ہے۔ 22 رجب نہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی تاریخِ ولادت ہے اور نہ ہی تاریخِ وفات، اس کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کے ساتھ کیا تعلق؟ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے۔اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ رسم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔جس وقت یہ رسم بجالائی گئی اس وقت اہل سنت کا غلبہ تھا (اس لیے خفیہ منائی گئی)، لہٰذا برادران اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہیئے، نہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ ہی اس میں شرکت کریں۔ (فتاوی محمودیہ:1/220، ادارہ الفاروق کراچی)

کونڈوں کی مروجہ رسم بالکل بے اصل ہے

حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنان صحابہ رضی اللہ عنھم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر

اظہار مسرت کے لیے ایجاد کی ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں، دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (احسن الفتاوی: 1/368)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس رسم میں ہرگز شرکت نہیں کرنی چاہئے، بلکہ حتی الوسع اسے مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس دن نیک مقصد کے تحت خیرات کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس میں تشبہ بالروافض ہے، نیز ان کے مکروہ ترین عمل کو تقویت دینا ہے، اس عمل کی بنیادی غرض ہی صحابی رسول کی توہین اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ہے۔ (خیر الفتاوی: 1/572)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

"آج کل معاشرے میں فرض، واجب کے درجہ میں جو چیز پھیل گئی ہے وہ کونڈے ہیں، نماز پڑھے نہ پڑھے، روزہ رکھے نہ رکھے، گناہوں سے بچے نہ بچے لیکن کونڈے ضرور کرے، خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے نکل آئے، نہ قرآن کریم سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے، نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے اور نہ بزرگانِ دین سے، اس کی کوئی اصل نہیں، (بس) ہماری قوم مزہ اور لذت کی خوگر ہے، اس طرح کی چیزوں نے امت کو خرافات میں مبتلا کر دیا۔ (ماخوذ از اصلاحی بیانات: 1/54)

رجب کے کونڈوں کی ممانعت کیوں ہے؟

رجب کی ۲۲ رتاریخ میں کونڈہ اس لئے جائز نہیں ہے کہ اس دن حضرت معاویہؓ کا انتقال ہوا تھا، رافضیوں نے انتقال کی خوشی میں کونڈہ کا سلسلہ جاری کیا۔

قال علی بن محمد: مات معاویة بدمشق سنة ستین یوم الخمیس لثمان بقین من رجب الخ۔ (تاریخ طبری ۳/۲۶۱)

جب صحیح عقیدہ کے لوگوں نے رافضیوں سے سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ جعفر صادقؒ کی پیدائش کی خوشی میں کرتے ہیں حالانکہ حضرت جعفر صادقؒ کی پیدائش رجب میں نہیں ہوئی بلکہ ۸؍رمضان المبارک ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور ان کا انتقال شوال میں ہوا ہے اس لئے رجب کا کونڈہ جائز نہیں ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ قدیم ۱/ ۲۲۰، جدید ڈابھیل ۳/ ۲۸۰)

رجب کی ستائیسویں شب میں چراغاں کرنا

بہت سے لوگ رجب کی ستائیسویں شب کو چراغاں کرتے ہیں چنانچہ کچھ تو چھتوں پر موم بتیاں جلاتے ہیں اور کچھ بجلی کی چھوٹی بتیاں روشن کرتے ہیں اِس کام میں جہاں اسراف اور فضول خرچی ہوتی ہے وہیں عقائد بھی خراب ہوتے ہیں۔

ایک خاتون سے میں نے پوچھا کہ خالہ آپ یہ موم بتیاں کیوں جلاتی ہیں؟ وہ بولیں کہ اِس رات ہمارے نبی کی سواری گزرتی ہے غور کا مقام ہے کہ لوگوں کے عقائد و اعمال میں کہاں تک خرابی آچکی ہے ہمیں چاہیے کہ ہم تمام ایسے کام چھوڑ دیں جو شریعت سے ثابت نہیں کیونکہ ایسے کام کرنے سے ثواب ملنا تو بہت دُور رہا اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ہم لوگوں نے تو قطعی اور یقینی طور پر رجب کی ستائیسویں شب ہی کو شبِ معراج تصور کر رکھا ہے حالانکہ شبِ معراج کے مہینہ کی تعیین میں علماء کے پانچ اقوال ملتے ہیں:

(۱) بعض کے نزدیک شب معراج ربیع الاوّل میں ہوئی ہے (۲) بعض کے نزدیک ربیع الثانی میں ہوئی ہے (۳) بعض کے نزدیک رجب میں ہوئی ہے (٤) بعض کے نزدیک رمضان میں ہوئی ہے (٥) بعض کے نزدیک شوال میں ہوئی ہے۔

چنانچہ علامہ سیّد محمد زرقانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَلَمَّا كَانَ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ اَوِ الْاٰخِرِ اَوْ رَجَبٍ اَوْ رَمَضَانَ اَوْ شَوَّالٍ اَقْوَالُ خَمْسَةٌ اُسْرِيَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ يَقْظَةً۔ (الزرقانی شرح المواہب اللدنیۃ ج۱ ص ۳۰۵)

جب ربیع الاوّل کا مہینہ ہوا، یا ربیع الآخر کا، یا رجب کا، یا رمضان کا، یا شوال کا اِس سلسلہ میں یہ پانچ اقوال ہیں تو آپ کو رُوح مع الجسم بیداری کی حالت میں معراج کرائی گئی۔

ایسی صورت میں قطعی ویقینی طور پر یہ سمجھ لینا کہ شبِ معراج رجب کی ستائیسویں شب ہی ہے انتہائی غلط ہے، اِسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ واقعہ معراج مشہور قول کے مطابق بعثت کے گیارہویں سال پیش آیا ہے اِس کے بعد آنحضرت تقریباً بارہ سال حیات رہے ہیں، کیا آپ نے اِن بارہ سالوں میں اِس شب میں کوئی خاص عمل کیا ہے یا لوگوں کو ترغیب دی ہے؟

احادیث وسیر کی کتابوں پر نظر ڈالیے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ سب کتب اِس سلسلہ میں خاموش ہیں، اسی طرح صحابہ کرام کے سو سالہ دور پر نظر ڈالیے وہاں بھی اس شب کے متعلق کچھ نظر نہیں آتا، آگے تابعین وتبع تابعین کا دور بھی اِس سے خالی نظر آتا ہے۔

الغرض قصہ مختصر یہ ہے کہ چونکہ اِس شب کی بابت احادیثِ مبارکہ میں نہ کوئی خاص نماز آئی اور نہ روزہ رکھنا اور چراغاں کرنا آیا ہے اس لیے ہمیں اس شب کی فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اِن اُمور کی انجام دہی سے گریز کرنا چاہیے اور سلفِ صالحین کے طریقہ کو اپنانا چاہیے کہ اِسی میں فلاح اور نجات ہے۔

۳۰/رجب کی نیاز (فاتحہ) دلانا؟

تاریخ ومہینہ کے التزام کے بغیر نفس ایصال ثواب تو جائز ہے، لیکن تاریخ ومہینہ کے التزام کے ساتھ اور ایک خاص طریقہ پر فاتحہ دلانا اور نیاز دینا شریعت میں ثابت نہیں؛ بلکہ بے اصل اور

بدعت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صحابہ کرام اور اکابر و اسلاف صالحینؒ کسی سے یہ فاتحہ ثابت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۵/۹۴ ۴ میرٹھ)

فائدہ: فاتحہ کا مروجہ طریقہ بدعت ہے، صحیح وہی ہے جسے مشائخ چشت وغیرہ نے اپنایا ہے۔

شب معراج منانے کی حقیقت

27 رجب کی شب، شب معراج کے نام سے مشہور ہے، اس رات میں خاص طریقے پر خاص تعداد میں نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، ان کو "صلوٰۃ الرغائب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ،اس شب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو معراج پر تشریف لے گئے تھے، پہلی بات تو یہ کہ واقعہ معراج کی تاریخ میں اختلاف ہے، کسی نے بھی تعیین کے ساتھ نہیں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ستائیس رجب کی شب کو پیش آیا ہے، بالفرض والمحال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر قرآن وحدیث اور صحابہ وتابعین میں سے اس رات میں اس مخصوص عبادت کے بارے میں کہیں بھی منقول نہیں ہے بلکہ محدثین اور فقہاء نے اس کی بھرپور تردید فرمائی ہے۔

علامہ محی الدین امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: 27 رجب اور شعبان کی پندرہویں رات کی مخصوص نمازیں سنت نہیں، بلکہ ناجائز اور بدعت ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اس شب کے لیے خصوصی نوافل کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحہم اللہ نے کیا۔ علامہ حلبی تلمیذ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے غنیۃ المستملی، ص: 411 میں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: 2، ص: 56، میں، علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح، ص: 22 میں، اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس

کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں ان کو رد کیا ہے۔ (فتاوی محمودیہ: 3/ 284، ادارہ الفاروق کراچی)

شبِ معراج افضل ہے یا شبِ قدر؟

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اِن دونوں راتوں (شبِ قدر اور شبِ معراج) میں سے کون سی رات افضل ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں لیلۃ المعراج افضل ہے اور امت کے حق میں لیلۃ القدر، اس لیے کہ اِس رات میں جن انعامات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مختص کیا گیا وہ ان (انعامات) سے کہیں بڑھ کے ہیں جو (انعامات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو) شبِ قدر میں نصیب ہوئے، اور امت کو جو حصہ (انعامات) شبِ قدر میں نصیب ہوا، وہ اس سے کامل ہے جو (امت کو شبِ معراج میں) حاصل ہوا، اگرچہ امتیوں کے لیے شبِ معراج میں بھی بہت بڑا اعزاز ہے؛ لیکن اصل فضل، شرف اور اعلیٰ مرتبہ اُس ہستی کے لیے ہے جس کو معراج کروائی گئی، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ (مجموع الفتاویٰ، کتاب الفقہ، کتاب الصیام، رقم الحدیث: ۲۳۰۷، ۲۵/ ۱۳۰، دار الوفاء)

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی قسم کا ایک لمبا سوال و جواب ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا نقل کیا ہے، اور اس کے بعد لکھا ہے کہ "اِس جیسے اُمور میں کلام کرنے کے لیے قطعی حقائق کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن کا علم "وحی کے بغیر ممکن نہیں" اور اِس معاملے میں کسی تعیین کے بارے میں وحی خاموش ہے؛ لہٰذا بغیر علم کے اِس بارے میں کلام کرنا جائز نہیں ہے"۔

(زاد المعاد، التفاضل بین لیلۃ القدر ولیلۃ الإسراء: ۱/ ۵۷، ۵۸، مؤسسۃ الرسالۃ)

چنانچہ! جب اتنی بات متعین ہوگئی کہ امت کے حق میں شبِ معراج کی کوئی فضیلت منصوص نہیں، علاوہ اس بات کے کہ اس رات کا ۲۷/ رجب کو ہی ہونا بھی قطعی نہیں ہے تو اِس رات کو یا اِس کے دن کو کسی عبادت کے لیے جداگانہ طور پر متعین کرنا کسی طرح درست نہیں ہے، اب ذیل میں شبِ معراج کے وقتِ وقوع کے بارے میں جمہور علماء کی تحقیق پیش کی جائے گی۔

واقعہ معراج کس زمانہ میں پیش آیا؟

علماءِ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کب کروائی گئی، اس بارے میں (یعنی جس سال میں معراج کروائی گئی) عموماً دس اقوال ملتے ہیں: اکثر علماء کے نزدیک اتنی بات تو متعین ہے کہ واقعہ معراج "بعثت" کے بعد پیش آیا؛ البتہ بعثت کے بعد کے زمانے میں اختلاف ہے، چنانچہ (۱) ابن سعدؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کروائی گئی۔ (۲) ابن جوزیؒ کا قول ہے کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل ہوئی۔ (۳) ابو الربیع بن سالمؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے چھ ماہ قبل ہوئی۔ (۴) ابراہیم الحربیؒ کا کہنا ہے کہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل ہوئی۔ (۵) ابن عبد البرؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ قبل کی ہے۔ (۶) ابن فارسؒ کی رائے ہجرت سے ایک سال اور تین ماہ قبل کی ہے۔ (۷) سدّی نے ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ قبل کا قول نقل کیا ہے۔ (۸) ابن الأثیرؒ نے ہجرت سے تین سال قبل کا قول اختیار کیا ہے۔ (۹) زہریؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ واقعہ معراج ہجرت سے پانچ سال قبل پیش آیا۔ (۱۰) ایک قول بعثت سے پہلے وقوعِ معراج کا بھی ہے؛ لیکن یہ قول شاذ ہے، اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔

اِن اقوال میں سے سب سے زیادہ مشہور قول جس کو ترجیح دی گئی ہے وہ ہجرت سے ایک سال قبل کا ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۵۴، دار السلام، سبل الہدیٰ والرشاد: ۳/ ۶۵، دار الکتب العلمیہ)

معراج کس مہینے میں ہوئی؟

جس طرح وقوعِ معراج کے سال میں اختلاف ہے اسی طرح مہینے کی تعیین میں بھی اختلاف ہے کہ واقعہِ معراج کس مہینے میں پیش آیا، اس بارے میں بعض جگہ پانچ مہینوں کا ذکر مختلف اقوال میں ملتا ہے اور بعض جگہ چھ مہینوں کا۔ (۱) بہت سارے علماء کے نزدیک ربیع الاول کے مہینے میں واقعہ معراج پیش آیا۔ (۲) ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ نے ربیع الاخر کے مہینے میں معراج کا ہونا لکھا

ہے۔ (۳) عبدالغنی بن سرور المقدسیؒ نے رجب کے مہینے کو ترجیح دی ہے، یہی قول مشہور بھی ہے۔(۴)سدّی نے شوّال میں معراج کا ہونا لکھا ہے(۵)ابن فارسؒ نے ذی الحجہ میں معراج کا ہونا لکھا ہے۔(شرح المواہب للزرقانی:۲/ ۷۰،دارالکتب العلمیہ ،عمدۃ القاری:۱۷/ ۲۷،دارالکتب العلمیہ)

معراج کس رات میں ہوئی؟

علامہ زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ اس بارے میں تین اقوال مشہور ہیں: پہلا قول جمعے کی رات کا ہے،دوسرا قول ہفتہ کی رات اور تیسرا قول پیر کی رات کا ہے؛ چونکہ معراج کی تاریخ میں سخت اختلاف ہے؛اس لیے رات کی تعیین میں حتمی قول اختیار کرنا آسان نہیں ہے۔

(سُبُل الہدیٰ والرشاد: ۳/ ۶۵،دارالکتب العلمیہ)۔

تعیینِ شبِ معراج میں اتنا اختلاف کیوں؟

علماءِ سیر نے خوب تحقیق کے بعد اُن صحابہ کی تعداد اور نام لکھے ہیں، جنھوں نے قصہ معراج کو نقل کیا،کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیل سے؛ چنانچہ علامہ قسطلانیؒ نے (المواہب اللدنیہ:۲/ ۳۴۵،میں چھبیس صحابہ کے نام شمار کیے ہیں،اور علامہ زرقانیؒ نے اس کتاب کی شرح میں ان صحابہ کے ناموں میں اضافہ کرتے ہوئے پینتالیس کی تعداد اور ان کے نام ذکر کئے ہیں۔(شرح العلامۃ الزرقانی:۸/ ۶۷،دارالکتب العلمیہ)

اس تفصیل کے بعد قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس قصے کی تفصیل بیان کرنے والے اصحابِ رسول کی اتنی بڑی تعداد ہے اور اس کے باوجود جس رات میں یہ واقعہ پیش آیا اس رات کی حتمی تاریخ کسی نے بھی نقل نہیں کی،آخر کیوں؟ کتبِ سیر میں غور کرنے کے بعد سوائے اس کے کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگرچہ اِس رات میں اتنا بڑا واقعہ پیش آیا؛لیکن اس کی بنا پر اس رات کو کسی مخصوص عبادت کے لیے متعین کرنا نہ تو کسی کو سُوجھا اور نہ ہی زبانِ نبوت سے اس بارے میں کوئی حکم

صادر ہوا، اور نہ ہی اس رات کی اس طرح سے تعظیم کسی صحابیِ رسول کے ذہن میں پیدا ہوئی، لیکن اس کے باوجود یہ سوال پھر بھی باقی رہتا ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکمِ شرعی وابستہ نہیں تھا تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدوخال اور نقش ونگار کو بھی بمقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟ تو اس سوال کے جواب میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں: ”کہ اس شب میں خرافات و بدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سدّ باب کی غرض سے اس کو مبہم رکھنا ہی ضروری سمجھا“۔ (سات مسائل، ص:۱۶، دارالافتاء والارشاد، کراچی)۔

بدعت کی پہچان کے لیے معیار

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ: وأمّا أهلُ السنةِ والجماعةِ فيقولون في كلِ فعلٍ و قولٍ لم يثبُت عن الصحابة، هو بدعةٌ لأنه لو كان خيراً سبقونا إليه، إنهم لم يتركوا خصلةً من خصالِ خيرٍ إلاّ و قد بادَرُوا إليها۔ (تفسیر ابن کثیر، الاحقاف:۱۱، دارالسلام)

ترجمہ: اہل سنت والجماعۃ یہ فرماتے ہیں کہ جو فعل حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے کیونکہ اگر وہ اچھا کام ہوتا تو ضرور حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہم سے پہلے اُس کام کو کرتے، اِس لیے کہ انہوں نے کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنہ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر (نیک) کام میں سبقت لے گئے۔

ہزاری روزہ کی حقیقت

عوام میں یہ مشہور ہے کہ ۲۷/ رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت ہے؛ حتی کہ اس بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس ایک دن کے روزے کا اجر ایک ہزار روزے کے اجر کے برابر ہے، جس کی بنا پر اسے ”ہزاری روزے“ کے نام سے جانا جاتا ہے؛ حالانکہ شریعت میں اس روزے کی مذکورہ فضیلت صحیح

روایات میں ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات موضوع ہیں اور بعض روایات جو موضوع تو نہیں، لیکن شدید ضعیف ہیں، جس کی بنا پر اس دن کے روزے کے سنت ہونے کے اعتقاد یا اس دن کے روزے پر زیادہ ثواب ملنے کے اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اس بارے میں اکابرین، علماء امت نے امت کے ایمان و اعمال کی حفاظت کی خاطر راہنمائی کرتے ہوئے فتاوی صادر فرمائے، جو ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

27 رجب کا روزہ

عوام الناس میں ستائیس رجب کے روزے کو فضیلت والا سمجھا جاتا ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس روزہ کو" ہزاری روزہ " کہتے ہیں، مگر یہ فضیلت ثابت نہیں، کیونکہ اکثر روایات اس بارے میں موضوع ہیں اور بعض جو موضوع نہیں وہ بھی بہت زیادہ ضعیف ہیں، اس لیے اس دن کے روزہ کو زیادہ ثواب کا باعث یا اس دن کے روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ علماء کرام نے اپنی تصانیف میں اس کی بہت تردید کی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "تبیین العجب بما ورد في فضل رجب" کے نام سے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے رجب سے متعلق پائی جانے والی تمام ضعیف اور موضوع روایات پر محدثانہ کلام کرتے ہوئے سب کو باطل کر دیا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ رجب کے مہینے میں "تبارک" اور 27 رجب کو روزہ رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں: "اس امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ مع تالیفات رشیدیہ، ص:148)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ستائیسویں رجب کے

روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمل:6/ 491-492)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ماہ رجب میں تاریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "ما ثبت بالسنۃ" میں ذکر کیا ہے۔ بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ،3/ 281، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: "27 رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ (سات مسائل صفحہ:5)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدعت کا سدباب کیا

یہ تمام فتاوی جات ماضی قریب کے ہیں، مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بعض لوگ 27 رجب کو روزہ لازم سمجھ کر رکھنے لگے۔ جب حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ 27 رجب کا خاص اہتمام کر کے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، تو چونکہ ان کے یہاں دین سے ذرا ادھر ادھر ہونا ممکن نہیں تھا، چنانچہ وہ فوراً گھر سے نکل پڑے، اور ایک ایک شخص کو جا کر زبردستی فرماتے کہ "تم میرے سامنے کھانا کھاؤ، اور اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا روزہ نہیں ہے"، باقاعدہ اہتمام کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اور صحابہ کرام کا خاموش رہنا اس لیے تھا تاکہ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو کہ آج کا روزہ زیادہ فضیلت کا ہے، بلکہ جیسے اور دنوں میں نفلی روزہ رکھے جا سکتے ہیں، اسی طرح اس دن کا بھی نفلی روزہ رکھا جا سکتا ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں، آپ نے یہ اہتمام اس لیے فرمایا تاکہ، بدعت کا سدباب ہو، اور دین کے اندر اپنی طرف سے زیادتی نہ ہو۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ماہِ رجب میں ہونے والی "رسمِ تبارک" اور "رجب کے ہزاری روزے" کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اِن دونوں امور کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ اِن کے ناجائز ہونے کی (کتاب) اصلاح الرسوم، براہینِ قاطعہ اور اربعین میں درج ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ،ص:۱۴۸، ادارہ اسلامیات)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "ماہِ رجب میں تواریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں؛ لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "ما ثبت بالسنۃ" میں ذکر کیا ہے کہ: "بعض (روایات) بہت ضعیف اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں"۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳/۲۸۱، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: "عوام میں ۲۷/ رجب کے متعلق بہت بڑی فضیلت مشہور ہے؛ مگر وہ غلط ہے، اس فضیلت کا اعتقاد بھی غلط ہے، اِس نیت سے روزہ رکھنا بھی غلط ہے، "ما ثبت بالسنۃ" میں اِس کی تفصیل موجود ہے۔" (فتاویٰ محمودیہ: ۱۰/ ۲۰۲، جامعہ فاروقیہ، کراچی)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "ستائیسویں رجب کے روزے کو جسے عوام "ہزارہ روزہ" کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل ومدلل: ۶/ ۴۰۶، مکتبہ حقانیہ، ملتان)

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں، وہ موضوع اور ضعیف ہیں، صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں: لہٰذا ستائیسویں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون سمجھ کر ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، اس اعتقاد سے رکھنا ممنوع ہے"۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۷/ ۲۷۴، دارالاشاعت، کراچی)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (رجب کے چاند کے بارے میں) لکھتے ہیں کہ: "اس کو عام لوگ "مریم روزہ کا چاند" کہتے ہیں، اور اس کی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک روزہ میں ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں، اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے، اختیار ہے، خدا تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے، بعضی جگہ اس مہینے میں "تبارک کی روٹیاں" پکتی ہیں، یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے، شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں، نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے، اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے"۔ (بہشتی زیور: ۶/ ۶۰، دارالاشاعت، کراچی)

حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ہزاری روزہ یعنی ستائیس رجب المرجب کا روزہ، عوام میں اس کا بہت ثواب مشہور ہے، بعض احادیثِ موضوعہ (من گھڑت احادیث) میں اس کی فضیلت آئی ہے؛ لیکن صحیح احادیث اور فقہ کی معتبر کتابوں میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ بعض روایات میں ممانعت آئی ہے، پس اس کو ضروری اور واجب کی مانند سمجھ کر روزہ رکھنا یا ہزار روزہ کے برابر ثواب سمجھ کر رکھنا بدعت ومنع ہے"۔ (عمدۃ الفقہ: ۳/ ۱۹۵، زوار اکیڈمی)

حاصل کلام:

مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷/ رجب کے روزے کی بے سند و بے بنیاد مشہور ہو جانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے، کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے صحیح نہج پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اور ان کو اوروں تک پہچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس رات میں جاگ کر کونسی برائی کر لی

اس سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ "اگر ہم نے اس رات میں جاگ کر عبادت کر لی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو کونسا گناہ کر لیا؟ کیا ہم نے چوری کر لی؟ یا شراب پی لی؟ یا ڈاکا ڈالا؟ ہم نے رات میں عبادت ہی تو کی ہے، اور اگر دن میں روزہ رکھ لیا تو کیا خرابی کا کام کیا؟

اے میری قوم دین "اتباع" کا نام ہے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ، اس دن کے اندر روزہ رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا، اور "خود ساختہ اہتمام والتزام ہی اصل خرابی ہے"، سارے دین کا خلاصہ "اتباع" ہے، کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ رکھا ہے، اور نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا ہے، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے، اور جب ہم کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے، جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ نہ رکھو تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہوگا۔ تو دین کا سارا کمال "اتباع" میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کے خود ساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ہر خرافات کو عبادات کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے اور جو ان کو نہ کرے اسے برا بھلا کہا جاتا ہے، حالانکہ خود ان خرافات کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی وفات پر خوشی یہ ایک مسلمان کیسے کر سکتا ہے، مگر افسوس کہ دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ خرافات ان کی دیکھا دیکھی اہل سنت میں بھی عام ہوتی چلی گئی، اور حالت

یہ ہے کہ نادان اور ناواقف مسلمان ان خرافات کو بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔ یہ بات تمام مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسی رسمیں جو بغض صحابہ اور توہین صحابہ پر مبنی ہیں اسے ہم اہلسنت بڑے اہتمام سے عبادت سمجھ کر ادا کریں، تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان تمام خرافات کو حتی الوسع مٹانے کی کوشش کریں اور ناواقف مسلمانوں کو دین کی حقیقت سے آگاہ کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ہمیں دشمنان صحابہ کی صف میں کھڑا کر دیا جائے۔

رجب کی روٹی کا حکم

رجب المرجب کا مہینہ جب آتا ہے تو کچھ لوگ جمعہ کے دن میٹھی روٹی پکاتے ہیں اور اکتالیس مرتبہ سورہ ملک پڑھتے ہیں، اس کو "تبارک" کہتے ہیں اور روٹی کو میت کی طرف سے فدیہ صدقہ خیرات سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، رجب کی روٹی کے بارے میں مفتی محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ فقہا و محدثین کی کتب سے بلکہ من گھڑت ہے، ایسی چیز کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔" (فتاوی محمودیہ: 3/ 282، ادارہ الفاروق کراچی)

ان مذکورہ بالا تمام باتوں کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصل کی جانب لوٹ آئیں اور بدعات وخرافات سے توبہ تائب ہو کر فرائض، واجبات اور سنن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔

ان مذکورہ بالا تمام باتوں کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصل کی جانب لوٹ آئیں اور بدعات وخرافات سے توبہ تائب ہو کر فرائض، واجبات اور سنن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اس سے پہلے جتنی بھی خرافات کی ہیں اس کی اللہ تعالی سے خوب گڑگڑا کر معافی مانگیں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں، اللہ ہم سب کو اس توفیق عطا فرمائے۔

ماہ شعبان میں صحابہ کرام کے معمولات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب چاند دیکھ لیتے تو کلام مجید کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے اور مسلمان اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے، اسی طرح حکام قیدیوں کو طلب کرتے اور جس پر حد قائم ہونا ہوتی اس پر حد قائم کرتے باقی مجرموں کو آزاد کر دیتے، سوداگر اپنے قرضے ادا کر دیتے، دوسروں سے اپنا قرض وصول کر لیتے اور جب رمضان کا چاند نظر آ جاتا تو دنیا کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔ (غنیۃ الطالبین اردو، ص: ۳۴۱)

۲۷ رجب کو شب معراج سمجھ کر عبادت کرنا صحیح نہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج تو ہوئی تھی، یہ تو حدیث شریف اور قرآن کریم سے ثابت ہے، لیکن یقینی طور پر مہینہ کی کونسی تاریخ میں ہوئی، اس میں بہت ہی اختلاف ہے؛ اس لئے یقینی طور پر رجب کی ستائیس تاریخ کو شب معراج ماننا صحیح نہیں ہے۔ اور ایسے غلط عقیدہ پر یقین رکھ کر اسی وجہ سے عبادت کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اللہ کی عبادت اور تلاوت مسلمان کو ہر روز کرنی چاہئے اور وہ بھی اخلاص کے ساتھ اور غلط عقیدہ کے بغیر کرنی چاہئے۔ (فتاوی دینیہ جلد 5، ص/ 257)

شب برأت کے فضائل و برکات

شب برات کے فضائل و برکات قرآن مقدس سے ثابت ہیں۔ محدثین اور مفسرین کی بھی رائے یہی ہے جس کے فضائل و برکات کا انکار گویا دن کے اجالے میں سورج کے وجود سے انحراف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۔ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ۔ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی، بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتاری، بیشک ہم

ڈرسنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بیشک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

حضرت ابن عباس، قتادہ اور دیگر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ رات لیلۃ القدر ہے جیسا کہ سورۃ القدر سے واضح ہے لیکن حضرت عکرمہ اور ایک بڑی جماعت کا خیال ہے کہ یہاں لیلۃ مبارکہ سے شعبان کی نصف شب یعنی پندرہویں کی رات مراد ہے۔

یہ قرآن مبارک ذکر ہے

اللہ عزوجل نے شعبان کی نصف شب یعنی پندرہویں شب کو مبارک شب قرار دیا ہی ہے مگر اس رات کے علاوہ بھی اپنے بندوں کیلئے بہت سی چیزوں کو مبارک فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کو مبارک فرمایا ہے اور کیوں نہیں کلام الٰہی جو ہے، یہ قرآن مجید ہی ہے کہ بندہ براہ راست اپنے رب سے ہم کلامی کا شرف پاتا ہے تلاوت قرآن سے دلوں کو اطمینان میسر آتا ہے، بڑے بڑے جابر و ظالم کو بھی اس کی شرینی اور حلاوت سے جبر وظلم چھوڑنے پر مجبور ہوتا دیکھا گیا ہے۔ وہ بڑا ہی بدنصیب اور گستاخ دل ہوگا جو اس کی شرینی کلام سے بھی فائدہ نہ اٹھاسکا، راہ راست پر اپنے آپ کو گامزن نہ کرسکا۔ دل محبت رسول میں مستغرق نہ ہوسکا۔ ارشاد باری ہے:

هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنَاهُ یہ قرآن مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا، یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ اس کے پڑھنے والا جہنم سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قرآن شریف دیکھ کر پڑھا اللہ عزوجل اسکے ماں باپ سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے خواہ اسکے ماں باپ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث میں تالئ قرآن اور حافظ قرآن کی بے شمار فضیلتیں وارد ہیں۔

اسی طرح اللہ عزوجل نے شب برات کو مبارک فرمایا ہے چونکہ یہ رات اہل زمین کے لئے اپنے دامن میں رحمت، برکت، خیر اور گناہوں سے معافی کا پروانہ لے کر آتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو بخش دوں؟ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تاکہ میں اس کو رزق دوں؟ ہے کوئی مصیبت زدہ تاکہ میں اس کو اس سے نجات دوں؟ یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ وبیہقی بحوالہ ضیاء القرآن، ج ۴،ص: ۴۳۳)

اس حدیث کے ضمن میں حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں کہ ''اور راتوں کے آخری حصوں میں یہ کرم نوازی ہوتی ہے مگر اس رات شروع سے ہی، مبارک ہیں وہ لوگ جو اس رات عبادتیں کرلیں، اور بدنصیب ہیں وہ جو یہ رات آتش بازیوں اور سمیناؤں میں گزار دیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو رات میں قیام کرو دن میں روزہ رکھو۔ اس حدیث شریف کی تشریح یہ ہے کہ ''بہتر یہ ہے کہ ساری رات ہی جاگ کر عبادت کرے اور اگر نہ ہو سکے تو اول رات سوئے آخر رات میں تہجد پڑھے اور زیارت قبور کرے اور تین دن روزے رکھے۔ تیرہویں، چودہویں، پندرہویں کہ ایک نفلی روزہ رکھنا بہتر نہیں''۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲،ص: ۲۹۵)

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شعبان کی پندرہویں رات شب بیداری کریں، اللہ عزوجل کے حضور سربسجود رہیں، فرائض وواجبات سے فارغ ہو کر نوافل کثرت سے پڑھیں، اپنے پیارے آقا علیہ السلام پر درود بھیجیں، استغفار کریں، اپنے اور اپنے والدین اور تمام عالم اسلام کی فلاح وبہبود کی دعا کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک رات میں

نے حضور کو اپنے بستر پر نہیں پایا تو میں حضور کی تلاش میں نکلی میں نے حضور کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ (رواہ الترمذی، بحوالہ ضیاء القرآن، ج ۴، ص: ۴۳۳)

شب برأت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور ساری مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے سب کی مغفرت فرماتا ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص: ۶۵)

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالا سناد بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری چادر کے اندر سے خاموشی کے ساتھ باہر نکل گئے، خدا کی قسم میری یہ چادر نہ حریر کی تھی نہ قز کی، نہ کتان کی تھی اور نہ خز کی، مروہ نے عرض کیا پھر کس کپڑے کی تھی؟ حضرت صدیقہ نے فرمایا، اس کا تانا بالوں کا تھا اور بانا اونٹ کے بالوں کا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس طرح حضور کے نکل جانے سے مجھے یہ گمان ہوا کہ حضور والا کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں میں نے اٹھ کر آپ کو حجرے میں تلاش کیا تو میرے ہاتھ، حضور کے پاؤں سے چھو گئے، آپ اس وقت سجدے میں تھے، میں نے دعا کے الفاظ یاد کر لئے تھے، آپ سجدے میں فرما رہے تھے:

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَ جَنَانِیْ وَ اٰمَنَ بِکَ فُوَائِدِیْ اَبُوْءُ لَکَ بِالنِّعَمِ وَ اَعْتَرِفُ لَکَ بِالذَّنْبِ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ نَقَمَتِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سُخْطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لاَ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

ترجمہ: یا اللہ! میرا جسم اور میرا دل تجھے سجدہ کرتا ہے، میرا دل تجھ پر ایمان لا یا اور میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں، میں تیرے عذاب سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں، تیرے غضب سے بچنے کے لئے تیری رضا کا طالب ہوں، تیرے عذاب سے امن میں رہنے کے لئے تجھ ہی سے درخواست کرتا ہوں، تیری حمد وثنا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ تو نے آپ اپنی ثنا کی ہے تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اس رات میں کیا کیا ہوتا ہے

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ صبح تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مصروف رہے کبھی آپ کھڑے ہو جاتے اور کبھی بیٹھ کر عبادت فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو گئے، میں آپ کے پاؤں کو دباتے ہوئے کہنے لگی، میرے ماں باپ آپ پر قربان ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف نہیں کر دیئے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا (کرم) نہیں کیا اور آپ پر (لطف وکرم) نہیں کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ تمہیں معلوم ہے کہ یہ رات کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا آپ فرمائیں یہ رات کیسی ہے؟ حضور نے فرمایا اس رات میں سال بھر میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا نام لکھا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہر مرنے والے کا نام بھی لکھا جاتا ہے، اسی رات مخلوق کا رزق تقسیم ہوتا ہے، اسی رات ان کے اعمال وافعال اٹھائے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا، میں نے عرض ”کیا آپ بھی؟“

آپ نے فرمایا ہاں میں بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا ہے اس کے بعد حضور نے اپنا دست مبارک چہرے اور سر پر پھیرا۔

یہ نصف شعبان کی رات ہے

شیخ ابونصر نے بالا سناد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! عائشہ یہ کون سی رات ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ہی بخوبی واقف ہیں، حضور نے فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے، اس رات میں دنیا کے اعمال بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں (ان کی پیشی بارگاہ رب العزت میں ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ اس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے تو کیا تم آج کی رات مجھے عبادت کی آزادی دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا 'ضرور' پھر آپ نے نماز پڑھی اور قیام میں تخفیف کی، سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت پڑھی پھر آدھی رات تک آپ سجدے میں رہے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی اور پہلی رکعت کی طرح اس میں قرأت فرمائی۔ (چھوٹی سورت پڑھی) پھر آپ سجدے میں چلے گئے، یہ سجدہ فجر تک رہا، میں دیکھتی رہی مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی روح (مبارک) قبض فرمالی ہے پھر جب میرا انتظار طویل ہوا (بہت دیر ہوگئی) تو میں آپ کے قریب پہنچی اور میں نے حضور کے تلووں کو چھوا تو حضور نے حرکت فرمائی، میں نے خود سنا کہ حضور سجدے کی حالت میں یہ الفاظ ادا فرمارہے تھے۔

اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِکَ مِنْ نَقَمَتِکَ وَاَعُوْذُ بِرَضَاکَ مِنْ سُخْطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

الٰہی! میں تیرے عذاب سے تیری عفو اور بخشش کی پناہ میں آتا ہوں، تیرے قہر سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، تجھ سے ہی پناہ چاہتا ہوں، تیری ذات بزرگ ہے، میں تیری شایان

شان ثنا بیان نہیں کرسکتا، تو آپ ہی اپنی ثنا کرسکتا ہے اور کوئی نہیں۔ صبح کو میں نے جب عرض کیا کہ آپ سجدے میں ایسے کلمات ادا فرمارہے تھے کہ ویسے کلمات میں نے آپ کو کہتے کبھی نہیں سنے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم نے یاد کرلئے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود بھی یاد کرلو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سجدے میں ان کلمات کو ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ (رمضان المبارک کے فضائل ومسائل جلد دوم، ص/ 27)

شب برأت میں خدا کے فیصلے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام (مولا) عکرمہ نے آیت: **فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ** کی تفسیر میں فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال کے تمام امور کا انتظام فرمادیتا ہے، بعض زندوں کو مردوں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے اور بیت اللہ کے حاجیوں کے نام بھی لکھ دیتا ہے (حج کرنے والوں کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں) پھر اس لکھی ہوئی تعداد میں کمی وبیشی نہیں ہوتی۔ حکیم بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتا ہے جو اس سے پاکی کا طلبگار رہوتا ہے اسکو پاک فرمادیتا ہے اور آئندہ (اسی رات تک) پاک رکھتا ہے۔ عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نصف شعبان کی رات میں تمام سال کے امور پیش ہوجاتے ہیں کچھ لوگ سفر کو جاتے ہیں اور انکا نام زندوں سے نکال کر مردوں میں لکھ دیا جاتا ہے، کوئی نکاح کرتا ہے حالانکہ وہ بھی زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں شامل کردیا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین اردو، ص ۳۴۴ تا ۳۴۶)

اس رات رحمت کے تین سو دروازے کھلتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس نصف ماہ شعبان کی شب جبرئیل آئے اور فرمایا: یارسول اللہ! آسمان کی طرف اپنا سر مبارک

اٹھایئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون سی رات ہے، انہوں نے کہا یہ وہ رات ہے جس رات اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو اپنا شریک نہیں ٹھہرایا بشرطیکہ وہ جادوگر نہ ہو، کاہن نہ ہو اور سود خور نہ ہو، عادی شرابی نہ ہو ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔ پھر جب رات کو چوتھائی حصہ گزر گیا تو جبرئیل علیہ السلام پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ! اپنا سر مبارک اٹھائیے! آپ نے ایسا ہی کیا، آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے، خوشی ہو اس شخص کیلئے جس نے رات کو رکوع کیا، دورے دروازہ پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے! خوشی ہو اس کیلئے جس نے اس رات میں سجدہ کیا!

تیسرے دروازہ پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا تھا خوشی ہو اس کیلئے جو اللہ کے خوف سے اس رات میں رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا، اس رات میں تمام مسلمانوں کیلئے خوشی ہو، ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کیا ہے کہ کوئی مانگنے والا کہ اس کی آرزو اور طلب پوری کی جائے؟ آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کوئی معاف کی طلبگار ہے کہ اس کے گناہ معاف کیسے کئے جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اول شب سے طلوع فجر تک۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس رات میں دوزخ سے رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔ (غنیۃ الطالبین اردو، ص: ۳۴۴ تا ۳۴۶)

وہ لوگ جو اس مقدس رات میں بھی بخشے نہیں جاتے

(۱) قاطع الرحم کہ اقارب سے صلہ رحمی نہیں کرتا بلکہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے۔ (۲) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (۳) شرابی کی جو شراب میں بدمست رہتا ہے۔ (۴) زنا کار کہ لعنت

الٰہی میں گرفتار ہے۔(۵) مسبل کہ اترانے کے طور پر ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ لٹکائے پھرتا ہے۔ (۶) عشار کہ ظلماً لوگوں سے محصول لیتا ہے۔(۷) جادوگر کہ اس فعل شنیع میں مبتلا رہتا ہے۔(۸) نجومی و کاہن کہ غلط سلط لوگوں کو خبریں دیتا ہے۔

(۹) شرطی یعنی حکومت کا کارندہ کہ دوسروں پر ظلم روا رکھتا ہے۔(۱۰) جابی کہ زبردستی لوگوں کا مال حکومت تک پہنچاتا ہے۔(۱۱) صاحب کوبہ کہ نرد وشطرنج میں وقت گنواتا ہے۔(۱۲) صاحب عرطبہ کہ ڈھولک طنبورہ وغیرہ میں مشغول رہتا ہے۔اِعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ مَایُبْغَضُہٗ۔

اس مبارک رات کو شب بیدار رہنا۔ذکر و نفل کا شغل رکھنا۔اپنے اور اپنے اہل وعیال واعزا ء واقارب بلکہ جملہ اہل اسلام و ایمان کے لئے دعائے عفو و عافیت دارین کرنا، احیاء واموات مسلمین کو فائدہ وثواب پہنچانا وغیرہ یہ وہ باتیں ہیں جو اس مبارک رات میں شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو مطلوب ہیں لیکن افسوس کہ آج کی مبارک رات ہمارے مسلمان بھائی خواب غفلت میں گزار دیتے ہیں۔کچھ وہ ہیں جو آج کی رات بھی تاش، گنجفہ، چوسر، سنیما، تھیٹر وغیرہ تماشوں میں بسر کرتے ہیں اور ذرا انہیں شرماتے اور ان سے بڑھ کر گناہ پر جرات کرنے والے وہ ہیں جو آج کی رات خود اپنے ہاتھوں اپنی دولت میں آگ لگاتے اور گھر پھونک کر تماشہ دیکھتے ہیں۔آتش بازی کے نام پر لاکھوں روپیہ آگ کی نذر ہو جاتا ہے۔کہیں بدن جھلتے ہیں۔ کہیں جانیں جاتی ہیں۔غرض یہ کہ آتش بازی جس طرح شب برأت یا شادیوں وغیرہا میں رائج ہے۔بے شک حرام اور پورا حرام ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے۔قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔(نعمت کے خزانے، ص/55)

آسمان کے فرشتوں کی دو عیدیں

کہا گیا ہے کہ آسمان کے فرشتوں کیلئے دو راتیں عید اور مسرت کی ہیں، جیسے دنیا میں

مسلمانوں کیلئے دو عید کی راتیں عید و مسرت کی ہیں، فرشتوں کی عید شب ''برأت کی رات'' پندرہ شعبان کی رات اور لیلۃ القدر ہیں اور مومنوں کی عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں ہیں، اسی لئے پندرہ شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید رات کا نام دیا گیا ہے۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ یہ رات سال بھر کے گناہوں کا کفار بنتی ہے، جمعرات ہفتہ کے گناہوں کا کفارہ اور لیلۃ القدر عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ یعنی ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبات کرنا اور یاد الٰہی میں ساری رات جاگ کر گزار دینا گناہوں کے کفارہ کا سبب ہوتا ہے اسی لئے اس رات کو کفارے کی رات بھی کہا جاتا ہے اور اسے زندگی کی رات بھی کہا جاتا ہے۔ جس نے دو عید کی راتیں اور پندرہ شعبان کی رات جاگ کر گزار دی تو ایسے دن میں جب کہ تمام دل مر جائیں گے، اس انسان کا دل نہیں مرے گا۔ (مکاشفۃ القلوب اردو ص: ۶۴۰)

شب برأت کے اور بھی کئی نام ہیں

(۱) اسے شفاعت کی رات بھی کہتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے تیرہویں کی رات اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت کی دعا مانگی، اللہ نے ایک تہائی امت کی شفاعت مرحمت فرمائی اور آپ نے چودھویں کی رات پھر امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دو تہائی امت کی شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائی، پھر آپ نے پندرہویں کی رات اپنی امت کی شفاعت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تمام امت کی شفاعت منظور فرمائی، مگر وہ شخص جو رحمت الٰہی سے اونٹ کی طرح دور بھاگ گیا اور گناہوں پر اصرار کر کے خود ہی دور سے دور تر ہوتا گیا، (اس شفاعت سے محروم رہے گا)۔

(۲) اسے بخشش کی رات بھی کہتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات اپنے بندوں پر ظہور فرماتا ہے اور دو شخصوں کے علاوہ دنیا میں رہنے والے تمام انسانوں کو بخش دیتا ہے ان دو میں سے ایک مشرک اور دوسرا کینہ پرور ہے۔

(۳) اسے آزادی کی رات بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی جلدی کیجئے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ آپ پندرہ شعبان کی رات کے سلسلے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا اے انس! بیٹھ میں تجھے شعبان کی پندرہویں رات کی بات سناؤں، ایک مرتبہ یہ رات میری باری کی رات تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے رات کو میں بیدار ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا میں نے اپنے دل میں کہا شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لونڈی قبطیہ کی طرف تشریف لے گئے ہوں، میں اپنے گھر سے باہر نکلی، جب میں مسجد سے گزری تو میرا پاؤں آپ پر پڑا، آپ فرما رہے تھے کہ میرے جسم اور خیال نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور یہ میرا ہاتھ ہے، میں نے اس ہاتھ سے کبھی اپنے جسم کو گناہ سے آلودہ نہیں کیا اے رب عظیم! تجھ سے ہی ہر عظیم کام کی امید کی جاتی ہے، میرے بڑے گناہوں کو بخش، میرے اس چہرے نے تجھے سجدہ کیا، جسے تو نے پیدا فرمایا، اسے صورت بخشی، اس میں کان اور آنکھ پیدا کی، پھر آپ نے سر اٹھا کر کہا اے اللہ! مجھے ڈرنے والا دل عطا فرما جو شرک سے بری اور منزہ ہو، کافر اور بد بخت نہ ہو، پھر آپ سجدہ میں گر گئے، اور میں نے سنا آپ اس وقت فرما رہے تھے، اے اللہ! میں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو کے طفیل تیرے عذاب سے، اور تیرے طفیل تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری مکمل تعریف نہیں کرسکتا، جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے، میں وہی

کچھ کہتا ہوں جو کچھ میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے آقا کے لئے خاک آلود کرتا ہوں اور میرا آقا اس لائق ہے کہ اس کے آگے چہرہ خاک آلود کیا جائے۔

پھر آپ نے سر اٹھایا تو میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ یہاں تشریف فرما ہیں اور میں وہاں تھی، آپ نے فرمایا اے حمیرا! کیا تم نہیں جانتیں کہ پندرہ شعبان کی رات ہے، اس رات میں اللہ تعالیٰ بنو کلب کے ریوڑوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے مگر چھ آدمی اس رات بھی محروم رہتے ہیں، شراب خور، والدین کا نافرمان، عادی زانی، قاطع رحم، چنگ و رباب بجانے والا اور چغل خور، ایک روایت میں رباب بجانے والے کی جگہ مصور کا لفظ ہے۔(۴)

اسے قسمت اور تقدیر کی رات کا نام بھی دیا گیا ہے۔ کیونکہ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ جب شعبان کی پندرہویں شب آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اس شخص کا نام لکھوا دیا جاتا ہے جو اس شعبان سے آئندہ شعبان تک مرنے والا ہوتا ہے، آدمی پودے لگاتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں ہوتا ہے اور وہ اس کی روح قبض کر لے۔ (مکاشفۃ القلوب اردو ص:۶۴۰)

راتیں جن میں قیام کرنا مستحب ہے

بعض علماء نے سال بھر کی ان راتوں کو جمع کیا ہے جن میں عبادت کرنا مستحب ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ یہ کل چودہ راتیں ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) ماہ محرم کی پہلی رات (۲) عاشورہ کی رات (۳) ماہ رجب کی پہلی رات (۴) رجب کی ستائیسویں رات (۵) رجب کی پندرہویں شب (۶) شعبان کی پندرہویں رات (۷) عرفہ کی رات (۸) عیدین کی دو راتیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) (۹) طاق راتیں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹)۔

اسی طرح سال میں انیس دن ایسے ہیں جن میں عبادت کرنا اور اوراد وظائف میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

(۱) یوم عرفہ (۲) یوم عاشورہ (۳) شعبان کا پندرہواں دن (۴) جمعہ کا دن (۵) عیدین کے دونوں دن (۶) ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن (ایام معلومات) (۷) ایام تشریق: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذی الحجہ (ایام معدودات)۔

ان میں سب سے زیادہ تاکید روز جمعہ کی اور ماہ رمضان کی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن سلامت رہتا ہے تو دوسرے تمام تن سلامت رہتے ہیں اور جب ماہ رمضان سلامت رہتا ہے تو پورا سال سلامت رہتا ہے اس کے بعد تمام دنوں سے زیادہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کی تاکید اور فضیلت ہے، انہی دونوں دنوں میں اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش ہوں گے۔ (غنیۃ الطالبین اردو ص: ۳۶۷)

شعبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزہ رکھتے تھے

شعبان دراصل رمضان کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیاری کر لینے کا مہینہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے۔ اسے یوں سمجھئے کہ شعبان کا روزہ رمضان کے روزہ کو تقویت بخشتا ہے کہ ابھی سے دل وزبان، ہاتھ پاؤں اور نفس امارہ پر قابو پالو۔ دوسرے کی چغلی، غیبت اور خیانت سے خود کو روک لو، ظلم و جبر سے باز آجاؤ، گناہوں پر نادم وشرمندہ ہو کر بارگاہ الٰہی میں توبہ کر کے آنے والے مقدس مہینہ کی تیاری میں لگ جاؤ، نیک اعمال، حسن اطوار، عمدہ اقوال اور پاکیزہ امور کے ساتھ خیر مقدم کرو، اپنے مہمان ذی وقار رمضان شریف کا کہ اس ماہ میں سرکش شیاطین بھی قید کر دیئے جاتے ہیں، عمل کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے رزق میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے، امیر وغریب سبھی سیر وشکر ہوتے ہیں بڑے، چھوٹے، عورت، مرد، روزے نماز کے ذریعے عید الفطر کی تیاری میں ہوتے ہیں اس کا لمحہ لمحہ نور سے سجا ہوتا ہے۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں روزہ دار کے منہ کی بد بو بھی اللہ عزوجل کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہوتی ہے۔

حضرت حسن بصری اور نصف شعبان

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری نصف شعبان کی شب کو اپنے مکان سے باہر نکل رہے تھے اس وقت ان کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ جیسے ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تھا اور وہ اس سے باہر نکل کر آئے ہیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم جس شخص کی کشتی (وسط سمندر میں) ٹوٹ گئی ہو اس کی مصیبت میری مصیبت سے کٹھن نہیں، آپ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے، آپ نے فرمایا مجھے اپنے گناہوں کا تو یقین ہے لیکن میری نیکیاں معرض خطر میں ہیں معلوم نہیں وہ قبول ہوتی ہیں یا میرے منہ پر ماردی جائیں گی۔ (غنیۃ الطالبین اردو، ص:۴۸)

پندرہویں شب میں ہونے والی مروجہ بدعات کی تفصیل

بدعت شیعہ کے بارے میں شیخ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں: بدعت شیعہ وہ رسم ہے کہ ہندوستان کے شہروں میں زیادہ پائی جاتی ہے کہ وہ کھیل کود کی خاطر آتش بازیاں چھوڑتے ہیں مگر ہادی الناس میں ہے جو صورت خاصہ لہو ولعب وتبذیر واسراف (فضول خرچی) سے خالی ہو جیسے اعلان ہلال یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی موذی جانوروں کو دفع کرنے یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تو مڑیاں چھوڑنا کہ یہاں کوئی حرج نہیں کہ انما الاعمال بالنیات۔ (نمازیں اور دعائیں حاشیہ، ص:۱۵۰)

اللہ عزوجل کا یہ بے پایاں کرم نہیں تو پھر کیا ہے کہ اس نے تمہیں میں سے برگزیدہ رسول مبعوث فرمایا نیز اسلام، دولت ایمان، عقل وفراست، صحبت وتندرستی عطا فرمائی۔ یوں تو اپنے بندوں کو ہر لمحہ کو بھی کچھ مخصوص لیل ونہار فرمائے کہ اے میرے گنہگار بندو! یہ لیلۃ القدر ہے مانگوں دیا جائے گا، یہ شب برأت ہے توبہ کرنے کی رات ہے توبہ تو کرو قبول کی جائے گی، دست سوال دراز تو

کرو دامن مراد بھر دی جائے گی، اپنے اور عالم اسلام کے مرحومین مرحومات اور مومنین مومنات کے لئے بخشش کی دعا تو کرو، انہیں بخش دیا جائے گا۔

بیمار ہو تو شفا دی جائے گی، تنگ دستی دور کر دی جائے گی، قرض کی ادائے گی کے لئے راہیں نکل آئیں گی۔ مگر واہ رے شومئی قسمت! فرشتے رب العزت کی جانب سے تو ہمیں اس کی رحمت کی طرف بلا رہے ہیں مگر ہم ہیں کہ خواب غفلت میں شب و روز گزارتے ہیں، ہمیں اپنا وقت ذکر و اذکار، یاد نبی، حکم نبی، میں گزارنا چاہئے، امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا پاس ولحاظ رکھنا چاہئے مگر واہ رے مسلمان! ہم تو شیطان کے دام فریب کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں، ہمارے ایسے ایام ولیال بھی خواب غفلت، تاش، گنجفہ، چوسر سنیما، موج مستی، ناچ گانے، آتش بازی، کپڑوں کی خرید وفروخت، کبوتر بازی، غیبت، چغل خوری، لوٹ کھسوٹ کی نذر ہو کر رہ جاتی ہے اور ذرا شرم نہیں آتی۔

شب برات کی نفل نمازیں

(۱) سو رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں، یوں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھیں اور بعد سلام دعا کریں۔ (۲) دس رکعت دو دو رکعت کی نیت سے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد سو مرتبہ پڑھیں۔

احیاء العلوم شریف میں فرمایا کہ یہ نمازیں منجملہ ان نمازوں کے ہیں جو سلف صالحین ہمیشہ پڑھتے آئے۔ یہ نماز ان میں صلوٰۃ الخیر سے موسوم ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا کہ جو شخص یہ مذکورہ بالا نماز شب برأت میں ادا کرتا ہے تو رب عزوجل اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر مرتبہ اس کی ستر حاجتیں روا کرتا ہے ان میں سب سے کم یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

(۳) نزہۃ المجالس میں بحوالہ کتاب البرکۃ یہ حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص شعبان کی پندرہویں شب میں بارہ رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے۔ رب عزوجل اس کے گناہ معاف فرمائے۔ اور اس کی عمر میں برکت دے۔

(۴) بعض مشائخ سے منقول ہیکہ جو شخص اسی ماہ شعبان میں آٹھ رکعت نماز ایک ہی سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھے پھر ان رکعتوں کا ثواب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی روح پرفتوح کو نذر کرے اس کے حق میں سیدہ خاتون جنت ارشاد فرماتی ہیں کہ میں جنت میں ہرگز قدم نہ رکھوں گی، جب تک اسکی شفاعت نہ کرلوں گی۔

(۵) شیخ امام عارف باللہ ابوالحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس رات میں یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

الٰہی! تو معاف کرنے والا اور کریم ہے تو عفو کو دوست رکھتا ہے۔ تو مجھے بخش دے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ الْمُعَافَاۃِ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

یا اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے عفو و عافیت دائمہ کا دنیا اور آخرت میں۔ (نمازیں اور دعائیں: ص:۱۴۶)

بکثرت لوگوں کی مغفرت

اِس شب میں اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں کی مغفرت کر دیتے ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ شعبان کے پندرہویں شب میں آسمانِ دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ "کلب" کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَیَغْفِرُ لِأَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ۔ (ترمذی: 739)

قبیلہ" بنو کلب" عرب ایک قبیلہ جو بکریاں کثرت سے رکھنے میں مشہور تھا، اور بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ مغفرت کرنے کے دو مطلب ذکر کیے گئے ہیں:

(پہلا مطلب یہ ہے کہ اِس سے گناہ گار مراد ہیں، یعنی اِس قدر کثیر گناہ گاروں کی مغفرت کی جاتی ہے کہ جن کی تعداد

اُن بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور اِس کا حاصل یہ ہے کہ بے شمار لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اِس سے گناہ گار نہیں بلکہ گناہ مراد ہیں، یعنی اگر کسی کے گناہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمادیتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی:3/365)

دعاؤں کی قبولیت والی رات

یہ رات دعاؤں کی قبولیت والی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا محروم نہیں ہوتا، بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے صدا لگائی جاتی ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے میں اُس کی مانگ پوری کروں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اُس کی رات میں قیام (عبادت) کرو اور اُس کے دن میں روزہ رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ اِس رات میں غروبِ شمس سے ہی آسمانِ دنیا میں (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کوئی مجھ سے مغفرت چاہنے والا نہیں کہ میں اُس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اُسے رزق عطاء کروں؟ کیا کوئی مصیبت و پریشانی میں مبتلاء شخص نہیں کہ میں اُسے عافیت عطاء کروں؟ کیا فلاں اور فلاں شخص نہیں الخ یہاں تک کہ (اِسی طرح صدا لگتے لگتے) صبح صادق طلوع ہوجاتی ہے۔

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا، حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔ (ابن ماجہ:1388)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ عطاء اور بخشش کی صدا روزانہ رات کو لگتی ہے اور بعض روایات میں رات کے ایک تہائی حصے کے گزر جانے کے بعد صبح تک لگتی ہے اور بعض روایات میں رات کے آخری پہر یعنی آخری تہائی حصہ میں لگائی جاتی ہے جیسا کہ ترمذی شریف (ترمذی:446) کی روایت میں اِس کا ذکر ہے، لیکن اِس شبِ براءت کی عظمت کا کیا کہنا! کہ اِس رات میں شروع ہی سے یعنی آفتاب کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک یہ صدا لگائی جاتی ہے، لہٰذا اِن قبولیت کی گھڑیوں میں غفلت اختیار کرنا بڑی نادانی اور حماقت کی بات ہے، اِس لئے اِس رات میں فضولیات اور لایعنی کاموں میں لگنے یا خوابِ غفلت میں سوئے پڑے رہنے سے بچنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرتے ہوئے شوق و ذوق کا اِظہار کرنا چاہیئے۔

تنبیہ: واضح رہے کہ دعاؤں کی قبولیت والی اِس رات میں دعاؤں کی قبولیت کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دعاء کی قبولیت کی شرائط کا اچھی طرح لحاظ رکھیں ورنہ دعاء قبول نہیں ہوگی۔

اس رات میں کثرت سے جہنم سے آزادی ملتی ہے

اِس رات کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑی کثرت سے جہنم سے لوگوں کو آزاد کرتے ہیں، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شعبان کی پندرہویں شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اور اِس رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر جہنّم سے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے۔ هَذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلَّهِ فِيهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُورِ غَنَمِ كَلْبٍ۔ (شعب الایمان:3556)

سال بھر کے فیصلوں کی رات

اِس رات کی ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ اِس میں سال بھر کے فیصلے کیے جاتے ہیں کہ کس کو نے پیدا ہونا اور کس کو مَرنا ہے، کس کو کتنا رزق دیا جائے گا اور کس کے ساتھ کیا کچھ پیش آئے گا، سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اِس پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: بنی آدام میں سے ہر وہ شخص جو اِس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے، اور بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اِس سال مَرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھ دیا جاتا ہے، اور اس رات میں بندوں کے اعمال اُٹھا لیے جاتے ہیں اور اِسی رات میں بندوں کے رزق اُترتے ہیں۔

فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُم (مشکوۃ المصابیح:1305)

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد منقول ہے: ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک عمریں لکھی جاتی ہیں، یہاں تک کہ کوئی شخص نکاح کرتا ہے اور اُس کی اولاد بھی ہوتی ہے لیکن (اُسے معلوم تک نہیں ہوتا کہ) اُس کا نام مُردوں میں نکل چکا ہوتا ہے۔

تُقْطَعُ الْآجَالُ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى شَعْبَانَ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ، وَيُولَدُ لَهُ وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهُ فِي الْمَوْتَى۔ (فضائل رمضان لابن ابی الدنیا:30) (شعب الایمان:3558)

لہٰذا فیصلے کی اِس رات میں غفلت میں پڑے رہنا کوئی دانشمندی نہیں، عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے اور اپنے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے بلکہ ساری اُمّت کے لئے اچھے فیصلوں کی خوب دعائیں کی جائیں۔

مبارک راتوں میں پائی جانے والی چند عمومی غلطیوں کی اِصلاح ضروری ہے

(1) اِس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں، جیسا عموماً یہ سمجھا جاتا ہے، چنانچہ بعض لوگ اس رات کی خاص نماز بیان کرتے ہیں کہ اتنی رکعت پڑھی جائے، پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی تعداد میں پڑھی جائے، خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسی کوئی نماز یا عبادت اس رات میں ثابت نہیں، بلکہ نفلی عبادت جس قدر ہو سکے اس رات میں انجام دینی چاہیئے، نفل نماز پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، دعائیں کریں، یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

(2) بابرکت راتوں میں جاگنے کا مطلب پوری رات جاگنا نہیں ہوتا بلکہ آسانی کے ساتھ جس قدر جاگ کر عبادت کرنا ممکن ہو عبادت کرنا چاہیئے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو سو جانا چاہیئے، بعض لوگ پوری رات جاگنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور اِس کو حاصل کرنے کے لئے پوری رات جاگنے کی بتکلّف کوشش کرتے ہیں، اور جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو آپس میں گپ شپ، ہنسی مذاق، پان گٹکا اور کھانے پینے چائے وغیرہ کے اندر مشغول ہوجاتے ہیں اور اِس میں مسجد کے آداب وتقدّس کو بھی پامال کیا جاتا ہے، یاد رکھیئے! اِس طرح کی فضولیات یا کسی غیر شرعی فعل میں لگ کر "نیکی برباد اور گناہ لازم" کا مصداق نہیں بننا چاہیئے۔

(3) غروبِ آفتاب ہی سے رات کی ابتداء ہوجاتی ہے لہٰذا مغرب ہی سے مبارک راتوں کی برکت کو سمیٹنے میں لگ جانا چاہیئے، عشاء کے بعد کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے، جیسا کہ عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ لوگ رات کو جاگنے کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ گیارہ بارہ بجے جب بستر پر جانے کا وقت ہوتا ہے اُس وقت بستر پر جانے کے بجائے مسجد میں جا کر عبادت کی جائے، اِس غلط فہمی کی وجہ سے رات کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجاتا ہے۔

(4) مبارک راتوں میں جاگنے کا مطلب صرف جاگنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے، چنانچہ صرف ہنسی مذاق، بات چیت، گپ شپ، کھانے پینے اور پینے پلانے کے دور میں جاگتے ہوئے صبح کر دینا کوئی عبادت نہیں، بلکہ بعض اوقات اِن عظیم اور بابرکت راتوں میں، جھوٹ، چغلخوری غیبت کرنے اور سننے جیسے بڑے اور مُہلک گناہوں کا مرتکب ہوکر انسان اور بھی بڑے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے، اِس لئے اِنفرادی طور پر یکسوئی کے ساتھ جس قدر آسانی سے ممکن ہو عبادت کرنی چاہیئے اور ہر قسم کے ہلّے گلّے سے قطعاً بچنا چاہیئے۔

(5) مبارک راتوں میں اجتماعی عبادت کے بجائے انفرادی عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے اِس لئے کہ اِن راتوں میں اجتماعی عبادت کا نبی کریم ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں، نیز جو خلوص، یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز انفرادی عبادت میں نصیب ہوسکتا ہے وہ اجتماعی عبادت میں کہاں۔!

توبہ واِستغفار

دو رکعت صلوۃ التوبہ پڑھ کر سچی توبہ کریں، اپنے گناہوں پر شرمندگی و ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے معافی مانگیں، چنانچہ شبِ قدر کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں شبِ قدر پا لوں تو اُس میں کیا پڑھوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو کوئی بڑا اذکار یا کوئی بڑی نماز اور تسبیح پڑھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ ایک مختصر اور آسان سی دعاء تلقین فرمائی، جس میں عفو درگزر کی درخواست کی گئی ہے: اَللّٰھُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ (ترمذی:3513)

اِس سے معلوم ہوا کہ بابرکت راتوں میں سب سے بڑا کرنے کا کام جو عموماً لوگ نہیں کرتے اور مخصوص قسم کی خودساختہ نماز پڑھنے کے پیچھے لگ جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے ماضی کی زندگی پر سچے دل سے شرمسار ہوکر، آئندہ کی زندگی میں عملاً تبدیلی لانے کا سچا اِرادہ لے کر توبہ اور اِستغفار کیا جائے، یہ عمل مبارک راتوں کی برکت کو سمیٹنے کا سب سے اہم اور صحیح طریقہ ہے۔

توبہ کی شرائط

علّامہ نووی نے مسلم کی شرح "شرح نووی" (17 / 25) میں توبہ کی چار بنیادی شرائط ذکر کی ہیں، جن کا لحاظ کرنا توبہ کے لئے ضروری ہے:

گناہوں سے الگ ہوجانا

گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے توبہ نہیں ہوتی، توبہ کے لئے گناہوں کو چھوڑنا اور اُن سے کنارہ کش ہونا ضروری ہے، اِس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ گناہوں میں لگے ہوئے ہونے کے باوجود جو توبہ توبہ کرتے ہیں وہ توبہ نہیں مذاق ہوتا ہے۔

اپنی غلطیوں اور معصیتوں پر شرمندہ ہونا

جو گناہ دانستگی یا نادانی میں سرزد ہوچکا ہے اُس پر شرمندہ و پشیمان ہونا یہ بھی توبہ کی شرط ہے ، اور اِسی سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ کرکے اُس کو لوگوں کے سامنے فخریہ طور پر ہرگز بیان نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ بعض لوگ اِس کا اِرتکاب کرتے ہیں۔

آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا عزم کرنا

توبہ کی ایک اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ دل میں آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم اور پختہ اِرادہ ہو، اگرچہ یہ معلوم ہو کہ میں کمزور ہوں اور کسی وقت دوبارہ پھسل سکتا ہوں لیکن دل میں اُس کو عملاً کرنے کا ہرگز اِرادہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

مخلوق کے حقوق کی ادائیگی

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر وہ گناہ ایسا ہے کہ اُس کی ادائیگی لازم ہوتی ہو تو اُس کو اداء کرنا چاہیئے، مثلاً

کسی کا مال دبا رکھا ہو تو صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوگا جب تک کہ اُس کو ادا نہ کر دیا یا معاف نہ کرالیا جائے، کسی کو تکلیف پہنچائی ہو، حقوق کو پامال کیا ہو تو صاحبِ حق سے معاف کرائے بغیر توبہ قبول نہیں، اِسی طرح نمازیں نہ پڑھی ہوں، زکوۃ ادا نہ کی ہو یا اِن کے علاوہ کوئی شرعی فرائض و واجبات کی ادائیگی واجب الذمّہ ہو تو اُس کو ادا کرنا چاہئے۔

قضاء نمازوں کی ادائیگی کی طرف بڑھنا

زندگی میں جو نمازیں ادا کرنے سے رہ گئی ہوں اُن کو قضاء کرنا لازم ہوتا ہے، اُن کی قضاء نہ کی جائے تو کل بروز قیامت اُن کا حساب دینا ہوگا، اور توبہ کی شرائط میں جیسا کہ ابھی گزرا اُن شرعی واجبات کو ادا کرنا اور اُن سے سُبکدوش ہونا ضروری ہے لہٰذا اپنی توبہ کی تکمیل کی نیت سے زندگی بھر کی نمازوں کر کے اُن کی قضاء کرنے کی فکر کرنی چاہیئے اور مبارک راتوں میں نفلی عبادتوں مشغول ہونے سے بدرجہا بہتر شکل یہ ہے کہ اُن قضاء نمازوں کو ادا کیا جائے، ان شاء اللہ اِس میں نوافل میں مشغول ہونے سے زیادہ ثواب حاصل ہوگا، کیونکہ نوافل نہ پڑھنے کا حساب نہیں جبکہ نمازوں کی اگر قضاء نہ جائے تو اُس کا مؤاخذہ ہے۔

نمازیں پڑھنے کا طریقہ

اِس کا طریقہ یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے لے کر اب تک جتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں اُن کا حساب کریں اور وہ ممکن نہ ہو تو ظنِّ غالب کے مطابق ایک اندازہ اور تخمینہ لگالیں اور اُسے کہیں لکھ لیں اُس کے بعد اُس کی قضاء کرنا شروع کر دیں، اور اس میں آسانی کے لئے یوں کیا جاسکتا ہے کہ ہر وقتی نماز کے ساتھ ساتھ وہی نماز قضاء بھی پڑھتے جائیں، اور جتنی نمازیں قضاء ہوتی جائیں اُنہیں لکھے ہوئے ریکارڈ میں سے کاٹتے جائیں، اِس سے ان شاء اللہ مہینہ میں ایک مہینہ کی اور سال میں ایک سال کی نمازیں بڑی آسانی کے ساتھ قضاء ہو جائیں گی۔

قضاء نمازوں میں نیت کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز میں یوں نیت کریں "میں اپنی

تمام فوت شدہ نمازوں میں جو پہلی نماز ہے اُس کی قضاء کرتا ہوں" کیونکہ ہر پہلی نماز قضاء کر لینے کے بعد اُس سے اگلی خود بخود پہلی بن جائے گی، یا یوں بھی نیت کی جا سکتی ہے کہ "میں اپنی تمام فوت شدہ نمازوں میں جو آخری نماز ہے اُس کی قضاء کرتا ہوں" اِس طریقے میں بھی جب آخری نماز قضاء ہو جائے گی تو اُس سے پہلے والی نماز خود آخری نماز بن جائے گی، اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ: قضا نماز کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت فوت شدہ نماز کی قضا کرے یعنی ظہر میں ظہر کی عصر میں عصر کی۔

فضیلت والے اعمال

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مبارک راتوں میں کوئی مخصوص عمل تو ثابت نہیں، البتہ چند فضیلت والے اعمال جن میں کم وقت کے اندر زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کیا جا سکتا ہے وہ ذکر کیے جا رہے ہیں، اُنہیں بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اختیار کیجئے تا کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں جمع کی جا سکیں:

اوّابین کی نماز کی تعداد اور فضیلت

مغرب کے بعد اوّابین کی نماز ہے جس کی کم از کم چھ رکعات ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس، آپ کوشش کر کے مبارک رات کی برکتوں کو سمیٹئے اور بیس رکعت اداء کیجئے، حدیث کے مطابق بارہ سال کی عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے، حضرت ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت اِس طرح اداء کی کہ اُن کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی ہو تو اُن کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔

مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً۔ (ترمذی:435)

واضح رہے کہ اوّابین کی نماز کی مندرجہ بالا فضیلت صرف مبارک راتوں میں نہیں بلکہ سال

پھر اِس فضیلت کو صرف چند منٹوں میں بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے، مبارک راتوں میں ایسے اعمال کو تو اور بھی اہتمام اور توجّہ سے اختیار کرنا چاہیئے۔

صلوة التسبیح کی نماز

صلوة التسبیح کی چار رکعتیں ہیں، جن کو ایک سلام سے پڑھا جاتا ہے، اگرچہ دو سلام سے بھی جائز ہے۔ اِس نماز کی احادیث میں بڑی فضیلتیں منقول ہیں، انسان اس کے ذریعہ کم سے کم وقت کے اندر جو تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے، زیادہ سے زیادہ نفع کما سکتا ہے۔ اِس لئے سال بھر وقتاً فوقتاً اِس کے پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور مُبارک راتوں میں تو اِس کو اور بھی زیادہ اہتمام سے پڑھنا چاہیئے، اور یہ کوئی مشکل نہیں، بس دل میں نیکی کے حصول کا شوق ہونا چاہیئے خود ہی مشقت برداشت کرنا آسان ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

صلاة التسبیح کے فضائل

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی برکت سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں:

(1) اگلے گناہ۔ (2) پچھلے گناہ۔ (3) قدیم گناہ۔ (4) جدید گناہ۔ (5) غلطی سے کیے ہوئے گناہ۔

(6) جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہ۔ (7) صغیرہ گناہ۔ (8) کبیرہ گناہ۔ (9) چھپ چھپ کر کیے ہوئے گناہ۔

(10) کھلم کھلا کیے ہوئے گناہ۔ (فضائلِ ذکر:169)

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر روزانہ، ہفتہ، مہینہ یا کم از کم سال میں بھی اگر نہیں پڑھ سکتے تو اپنی پوری زندگی میں ہی کم از کم ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اِس سے اِس نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (فضائلِ ذکر:169)

یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا سے کے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ گار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (فضائلِ ذکر: 170)

یہ وہ نماز ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو بتاتے ہوئے اِس نماز کو تحفہ، بخشش اور خوشخبری قرار دیا۔ (فضائلِ ذکر: 169، 170، 171)

یہ وہ نماز ہے جس کو پڑھتے ہوئے بندے کو تین سو مرتبہ تیسرے کلمہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، حالانکہ:

ایک مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنے پر جنت میں ایک درخت لگ جاتا ہے۔ (فضائل ذکر: 141)

تیسرا کلمہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے محبوب کلمہ ہے۔ (فضائل ذکر: 143)

جنت چٹیل میدان ہے اور تیسرا کلمہ جنت کے پودے ہیں۔ (فضائل ذکر: 141)

تیسرے کلمہ کے ہر ایک کلمے کا ثواب اُحد پہاڑ سے زیادہ ہے۔ (فضائل ذکر: 146)

تیسرے کلمہ کا ہر کلمہ اعمال نامے میں تُلنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ وزنی ہے۔

(فضائل ذکر: 147)

یہ وہ نماز ہے جس کا ہر زمانے میں علمائے امت، محدثین، فقہاء اور صوفیہ نے اہتمام کیا ہے۔ (ایضاً: 173)

یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں حضرت عبدالعزیز بن ابی روّاد فرماتے ہیں: جس کا جنت میں جانے کا ارادہ ہو اُس کے لئے ضروری ہے کہ صلاۃ التسبیح کو مضبوطی سے پکڑے۔ (فضائلِ ذکر: 174)

یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں حضرت ابوعثمان حیری فرماتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالے کے لئے صلاۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (فضائلِ ذکر: 174)

یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں علّامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ جو شخص اِس نماز کی

فضیلت واہمیت کوسُن کربھی غفلت اختیار کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے، صلحاء کے کاموں سے دور ہے، اُس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیئے۔ (فضائلِ ذکر:174)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

اِس کے دوطریقے منقول ہیں، کسی بھی طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھا جا سکتی ہے۔

پہلا طریقہ: اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ جو حضرت عبداللہ بن مبارک سے ترمذی شریف میں مذکور ہے یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی **سُبحَانَکَ اللّٰھُم** الخ پڑھے پھر کلمات تسبیح یعنی: **سُبحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکبَرُ**۔ 15 مرتبہ پڑھے پھر حسب دستور **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ** و **بِسْمِ اللّٰہِ** و **الْحَمْدُ** شریف اور سورۃ پڑھے پھر قیام میں ہی یعنی سورۃ کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے وہی کلمات تسبیح 10 مرتبہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح کے بعد وہی کلمات 10 بار کہے، پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد 10 بار اور دونوں سجدوں میں سجدے کی تسبیح کے بعد 10، 10 بار اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں یعنی جلسہ میں 10 بار وہی کلماتِ تسبیح کہے، اسی طرح ہر رکعت میں الحمد سے پہلے 15 مرتبہ اور سورۃ ملانے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے قیام ہی میں 10 مرتبہ اور رکوع وقومہ اور دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیانی جلسے میں 10، 10 بار وہی کلمات کہے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ اور چار رکعتوں میں 300 مرتبہ یہ کلماتِ تسبیح ہو جائیں گے اور اگر ان کلمات کے بعد" **وَ لَا حَولَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیمِ** " بھی ملالے تو بہتر ہے کیونکہ اس سے بہت ثواب ملتا ہے اور ایک روایت میں اِن الفاظ کی زیادتی منقول بھی ہے۔

دوسرا طریقہ: جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے ترمذی شریف میں منقول ہے، وہ یہ ہے کہ ثنا

کے بعد اور الحمد شریف سے پہلے کسی رکعت میں ان کلمات تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد 15 مرتبہ پڑھے اور رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں اور جلسہ میں بالترتیب 10، 10 مرتبہ پڑھے اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر یعنی جلسہ استراحت میں 10 مرتبہ پڑھے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ پڑھے اور دونوں قعدوں میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

یہ دونوں طریقے صحیح ہیں لیکن بعض فقہا نے دوسرے طریقے کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے، بہتر یہ ہے کہ کبھی ایک روایت پر عمل کرے اور کبھی دوسری پر تا کہ دونوں پر عمل ہو جائے اس نماز کی چاروں رکعتوں میں کوئی سورت معین نہیں، لیکن کبھی کبھی استحباب کے لئے چاروں رکعتوں میں علی الترتیب التکاثر، العصر، الکافرون اور اخلاص پڑھا کرے اور کبھی اذا زلزلت اور والعادیات اور اذا جاء اور سورۃ اخلاص پڑھے۔ اگر تسبیح کے کلمات بھول کر کسی جگہ 10 سے کم پڑھے جائیں یا بالکل نہ پڑھے جائیں تو اس کو دوسری جگہ یعنی تسبیح پڑھنے کے آگے والے موقع میں پڑھ لے تا کہ تعداد پوری ہو جائے لیکن رکوع میں بھولے ہوئے کلماتِ تسبیح قومہ میں نہ پڑھے بلکہ دوسرے سجدے میں پڑھے کیونکہ قومہ اور جلسہ کا رکوع وسجدے سے طویل کرنا مکروہ ہے۔ کلماتِ تسبیح کو انگلیوں پر شمار نہ کرنا چاہیئے، بلکہ اگر دل کے ساتھ شمار کرسکتا ہو اِس طرح کہ نماز کی حضوری میں فرق نہ آئے تو یہی بہتر ہے ورنہ انگلیاں دبا کر شمار کرے۔ (زبدۃ الفقہ: 285)

صلاۃ التسبیح میں تسبیحات کو ہاتھوں سے شمار کرنا درست نہیں۔ اور اگر یاد نہ رہتا ہو تو انگلیوں کو حرکت دیے بغیر محض دبا کر یاد رکھا جا سکتا ہے۔ (درمختار: 2/28)

مکروہ وقت کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔ (درمختار: 2/27)

صلوۃ التسبیح میں کوئی بھی سورت پڑھی جا سکتی ہے البتہ مندرجہ ذیل کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے:

حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ صلاۃ التسبیح میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے یہ دعاء پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَوْفِيْقَ أَهْلِ الْهُدَى، وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِيْنِ، وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ،

وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ، وَجِدَّ أَهْلِ الْخَشْيَةِ، وَطَلَبَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ، وَتَعَبُّدَ أَهْلِ الْوَرَعِ، وَعِرْفَانَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتَّى أَخَافَكَ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجِزُنِي عَنْ مَعَاصِيكَ حَتَّى أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ، وَعَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ، حَتَّى أُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ، وَحَتَّى أُخْلِصَ لَكَ النَّصِيحَةَ حُبًّا لَكَ، وَحَتَّى أَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْأُمُورِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ، سُبْحَانَ خَالِقِ النُّورِ۔ (درمختار: 2/28)

دعائے نصف شعبان المعظم

اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلاَ يُمَنُّ عَلَيْهِ يَا ذَا الْجَلاٰلِ وَالْاِكْرَامِ وَيَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاَنْعَامِ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ ظَهْرَ اللاَّجِيْنَ وَجَارَ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ شَقِيًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقْتَرًّا عَلٰى فِى الرِّزْقِ اَوْ مَرِيْضًا فَامْحُ اَللّٰهُمَّ بِفَضْلِکَ شِقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارِ رِزْقِیْ وَمَرَضِیْ وَاثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ سَعِيْداً مَّرْزُوْقًا لِلْخَيْرَاتِ مَعَافًا مَغْفُوْراً مَرْحُوْماً اِلٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ كِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّکَ الْمُرْسَلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْحُوْ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتَابِ اِلٰهِی بِالتَّجَلِّیْ الْاَعْظَمِ فِیْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانَ الْمُكَرَّمِ الَّتِیْ يُفْرَقُ فِيْهَا كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَيُبْرَمُ اَنْ تَكْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلاَءِ وَالْبَلْوَآءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لاَ نَعْلَمُ وَاَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَآئِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ كَمَا هُوَ اَهْلِهٖ وَكَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهُ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلاَمِ مِنَّا وَمِنْ اَهْلِنَا وَمِنْ جَمِيْعِ الْمُوْمِنِيْنَ وَالْمُوْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بَرَكَاتِهٖ بَاقِيَةً فِيْنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

طریقہ: شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو بعد مغرب تین مرتبہ سورہ یٰس شریف پڑھے پہلی بار طول عمر مع عافیت کی نیت سے، دوسری بار دفع بلا کی نیت سے، تیسری بار حصول غنا کی نیت سے اور ہر مرتبہ یٰس شریف پڑھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اور چھ نفل کے بعد دعائے مذکور پڑھے اور اس دن غسل کرنا موجب نجات از بلا سحر و جادو ہے اور بہتر یہ ہے کہ بیری کے ساتھ پتے پیس کر ایک گھڑا پانی ملا کر اس سے غسل کرے۔ بہتر یہ ہے کہ چودہ شعبان کو اپنے مسلمان

بھائیوں کے حقوق کو معاف کر دیں اور ان کے حقوق معاف کرالیں تا کہ ذمہ سے حقوق العباد ساقط ہو جائیں۔ (اعمال رضا: ص ۱۱۲ تا ۱۱۳)

رمضان سے پہلے تیاری کریں

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانِ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانِ۔ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

شعبان کا مہینہ چل رہا ہے، یہ مہینہ شرعی احکام کے اعتبار سے رمضان المبارک کا مقدمہ ہے کیونکہ اس کے فوراً بعد رمضان کا مبارک مہینہ آنے والا ہے، اس ماہِ مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خاص معمولات تھے، جو اس مہینہ میں آپ انجام دیا کرتے تھے، ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معمول یہ تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانِ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ''۔

اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے، یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دیجئے کہ ہم رمضان کا مہینہ اپنی زندگی میں پالیں اور اس کی برکات سے بہرہ ور ہو سکیں، ایک معمول تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دعا کے کرنے کا تھا۔

ماہ شعبان میں روزوں کی کثرت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک حدیث میں روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ روزے رکھنے کو رمضان المبارک کی تیاری سمجھ لیں، یا اسکی مشق سمجھ لیں اور اسکا استقبال سمجھ لیں بہر حال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کثرت سے نفلی روزے رکھا کرتے تھے، یہ روزے واجب نہیں، فرض نہیں، لیکن شعبان

کے کسی دن میں بھی اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرما دیں، تو دوسرے دنوں کے روزوں سے وہ روزہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے کوئی تعداد مقرر نہیں، کوئی دن مقرر نہیں، بلکہ جس دن بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہو جائے اسمیں نفلی روزہ رکھ لینا چاہیئے۔

شعبان کے مہینے میں روزہ دار کے لئے خیرِ کثیر ہے

حضرت انس فرماتے ہیں: شعبان کو "شعبان" اِس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی خیریں اور بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں، یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔ إِنَّمَا سُمِّيَ شَعْبَانُ لِأَنَّه يَتَشَعَّبُ فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ لِلصَّائِمِ فِيهِ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔ (کنز العمال:35173)

شعبان کے مہینے میں اعمال کی پیشی

اِس مہینے میں اعمال کی پیشی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرشاد فرماتے ہیں: رجب اور رمضان کے درمیان جو شعبان کا مہینہ ہے، (عام طور پر) لوگ اُس سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں، حالآنکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبٍ وَشَهْرِ رَمَضَانَ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، يُرْفَعُ فِيهِ أَعْمَالُ الْعِبَادِ ۔ (شعب الایمان:3540)

شعبان گناہوں سے پاک ہونے کا مہینہ ہے

اِرشادِ نبوی ہے: رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کا اور شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے، شعبان کا مہینہ پاک کرنے والا اور رمضان کا مہینہ گناہوں کو مٹانے والا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ، وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِيْ، وَشَعْبَانُ الْمُطَهِّر، وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ ۔

(أخرجہ ابن عساکر فی التاریخ:72/155)

شعبان کے مہینے کا چاند دیکھنے کا اہتمام

اِسلامی مہینوں کی حفاظت اور اُن کی صحیح تاریخوں کا یاد رکھنا فرض کفایہ ہے، کیونکہ اُن پر بہت سے شرعی احکام موقوف ہیں، چنانچہ حج کا صحیح تاریخوں میں اداء کرنا، رمضان المبارک کے روزوں اور زکوۃ کی ادائیگی اور اس کے علاوہ کئی شرعی امور قمری تاریخوں پر موقوف ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو قمری مہینوں کو یاد رکھنا چاہیئے اور چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے ، اور شعبان کے بعد چونکہ رمضان المبارک کا عظیم مہینہ آرہا ہوتا ہے اِس لئے ہلالِ شعبان کو اور بھی زیادہ اہتمام اور شوق سے دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے ، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شعبان کا چاند بڑے اہتمام سے دیکھا کرتے تھے، چنانچہ روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلالِ شعبان کی جتنی حفاظت کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے کی نہ کرتے تھے۔ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَفَّظُ مِنْ هِلَالِ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ۔ (دارقطنی:2149)

شعبان کے مہینے میں روزوں کی کثرت

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ رکھنے کے لئے تمام مہینوں میں شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ محبوب تھا، آپ یہ چاہتے تھے کہ روزہ رکھتے رکھتے اُسے رمضان کے ساتھ ملادیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَصُومَهُ: شَعْبَانُ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ۔ (ابوداؤد:2431)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ مَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِي شَعْبَانَ۔ (مسلم:1156)(بخاری:1969)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سوائے چند قلیل ایام کے شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (مسلم:1156)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے۔

لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔ (مسلم:1156)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کون سا روزہ افضل ہے؟ آپ نے اِرشاد فرمایا: وہ روزہ جو رمضان کی تعظیم میں شعبان کے مہینے میں رکھا جائے۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُ بَعْدَ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: »شَعْبَانُ لِتَعْظِيمِ رَمَضَانَ۔ (ترمذی:663)

فائدہ: ایک حدیث میں رمضان کے بعد محرم کے روزے کو سب سے افضل کہا گیا ہے۔ (ترمذی:438)

دونوں میں کوئی تعارض نہیں، اِس لئے کہ رمضان کے بعد مرتبہ کے اعتبار سے مطلقاً دیکھا جائے تو حدیث کے مطابق محرّم ہی کا روزہ افضل ہے، لیکن جب اِستقبالِ رمضان کی تعظیم کا اعتبار کیا جائے تو شعبان سے افضل کوئی روزہ نہیں۔ اور رمضان کی تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے آنے سے قبل ہی روزہ رکھ کر نفس کو بھوک و پیاس برداشت کرنے کا عادی بنایا جائے تا کہ اچانک سے ماہِ رمضان شروع ہوجانے سے طبیعت پر بوجھ نہ ہو اور کوئی بات خلافِ ادب سرزد نہ ہو۔ (تحفۃ الاحوذی:3/265)

شعبان کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت روزے رکھنے کی وجہ

اِس کی وجہ یہ تھی، جیسا کہ ایک حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ اِس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حضور

اعمال کی پیشی ہوتی ہے اور آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ روزے کی حالت میں اعمال کی پیشی ہو۔حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ! شعبان کے مہینے میں مَیں آپ کو اتنے روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں جتنا کہ کسی اور مہینے میں نہیں دیکھتا، اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان جو شعبان کا مہینہ ہے، (عام طور پر) لوگ اُس سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں، حالآنکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اِس حالت میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا لَا أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مثل مَا تَصُومُ فِيهِ، قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ؟ قُلْتُ: شَعْبَانُ، قَالَ: شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبٍ وَشُهْرِ رَمَضَانَ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، يَرْفَعُ فِيهِ أَعْمَالَ الْعِبَادِ، فَأُحِبُّ أَنْ لَا يُرْفَعَ عَمَلِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ۔ (شعب الایمان: 3540)

رمضان کی تیاری

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے خطبہ دیتے اور فرماتے:

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آرہا ہے پس تم اُس کے لئے تیاری کرو اور اُس میں اپنی نیتوں کو درست کرلو۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ قَبْلَ رَمَضَانَ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: أَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ فَشَمِّرُوا لَهُ وَأَحْسِنُوا نِيَّاتِكُمْ فِيهِ۔ (کنز العمال عن الدّیلمی: 24269)

ہر چیز کی تیاری اُس کے آنے سے پہلے ہوتی ہے، مثلاً مہمان کی آمد ہو تو اُس کے آنے کے بعد نہیں، آنے سے پہلے تیاری ہوتی ہے، اِسی طرح رمضان بھی مؤمن کے لئے ایک بہت ہی اہم اور معزز مہمان ہے، اُس کی قدردانی کے لئے بھی پہلے سے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہونا چاہئے۔

رمضان کی تیاری میں دو چیزیں ہیں: (1) دنیاوی اعتبار سے۔ (2) دینی اعتبار سے۔

دنیاوی اعتبار سے اس تیاری کے فائدے

اِس طرح کہ دنیاوی مشاغل ومصروفیات سے اپنے آپ کو جس قدر بھی فارغ کر سکتے ہوں کرلیں، تاکہ رمضان المبارک کا مہینہ مکمل یکسوئی کے ساتھ عبادت اور رجوع الی اللہ میں گزارا جاسکے۔اِس کے لئے چند اہم تجاویز ذکر کی جارہی ہیں، اِن کی مدد سے ان شاء اللہ اپنے آپ کو رمضان کے لئے فارغ کیا جاسکتا ہے:

عید کی تمام شاپنگ شعبان المعظم میں ہی کر کے فارغ ہوجائیں، کیونکہ رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں کو شاپنگ مال اور مارکیٹس کے نذر کرنا، بالخصوص جبکہ اُس کی وجہ سے روزہ ،نمازیں اور تراویح کی نماز متاثر ہوتی ہو یہ رمضان جیسے عظیم اور بابرکت کی بڑی ناقدری ہے، جس میں عوام وخواص بہت سے لوگ مبتلاء نظر آتے ہیں۔

راشن اور گھر کا دیگر سودا سلف جو روز مرّہ کے معمولات میں خریدا جاتا ہے، وہ رمضان المبارک ہی میں جہاں تک ممکن ہو ایک ساتھ ہی خرید کر فارغ ہوجائیں تاکہ رمضان المبارک میں یکسوئی حاصل ہو سکے۔

جو کام رمضان المبارک میں موقوف کئے جاسکتے ہوں اُنہیں موقوف کر دیجئے۔ہم اگر اپنے کاموں کا جائزہ لیں تو بہت سے ایسے کام نظر آئیں گے جنہیں اگر ایک مہینے تک ہم نہ کریں تو کوئی حرج لازم نہیں آئے گا، مثلاً اخبار بینی، دوستوں کے ساتھ گپ شپ، ٹی وی دیکھنے اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کی مصروفیت، سیل فونز پر کی جانے والی بہت سی فضول اور لایعنی مشغولیت، آؤٹنگ کے نام پر کی جانے والی پکنک اور تفریحات، ویک اینڈ منانے کے لئے فوڈز پوائنٹ پر جانا، یہ اور اِس جیسے اور بھی بہت سے ایسے کام ہیں جن میں بہت سے فضول اور لغو ہیں اور بہت سے گناہ کے

زمرے میں آتے ہیں، ان سب سے بچنا ضروری ہے اور رمضان المبارک میں ایسے کاموں سے اجتناب کرنا اور بھی ضروری ہے۔

سال بھر میں دفتر اور ملازمت سے ملنے والی ایسی چھٹیاں جن کو آپ کسی بھی استعمال کر سکتے ہوں اُن کو اِستعمال کرنے کے لئے رمضان المبارک کے مہینے سے بہتر کوئی وقت نہیں ، ایسی چھٹیوں کو رمضان میں استعمال کیجئے تا کہ خوب یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ صرف ایک کام یعنی عبادت اور رجوع الی اللہ کیا جا سکے۔

دینی اعتبار سے اس کے فائدے

رمضان کی تیاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شعبان المعظم کے مہینے میں ہی اپنے دن اور رات کے معمولات کو کچھ اِس طرح ترتیب دیجئے کہ فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات کا بھی خوب اہتمام ہونا شروع ہوجائے، پانچوں فرض نمازوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں اداء کیجئے، قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں، نفلی نمازیں: اِشراق ، چاشت ، اوّابین اور تہجد وغیرہ کا اہتمام شروع کردیں اور خوب دعائیں مانگنے کی کوشش کریں، اور اِس کے لئے قرآن وحدیث کی دعاؤں کا ایک بہترین مجموعہ "مُناجاتِ مقبول" جس کو حضرت حکیم الامت تھانوی نے سات منزلوں پر تقسیم کر کے جمع کیا ہے تا کہ ہفتہ وار اُنہیں بآسانی مانگا جاسکے، اُس کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنائیں۔

یاد رکھئے! دینی اور دنیاوی اعتبار سے رمضان کی تیاری کا مطلب شعبان میں ہی تیاری کرنا ہے کیونکہ ہلالِ رمضان کے نکلنے کے بعد تیاری کرتے کرتے کافی وقت لگ جاتا ہے، اور پھر اُن معمولات کی عادت بنتے بنتے بھی دیر لگتی ہے اور اِسی میں رمضان المبارک کا ایک بڑا حصہ ضائع ہوجاتا ہے، اِس لئے جو بھی تیاری کرنی ہے وہ آمدِ رمضان سے قبل ہی کر کے فارغ ہوجائیں۔

سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ و دیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پریشانی میں موجود ہوتا ہے، لیکن مستور ہوتا ہے، نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہو جاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سوسو حیلے کرو، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے، تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے، ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالی کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ

جمائے ، اللہ تعالی نے ابابیلوں کو مسلط کر دیا ، انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا ، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالی کا گھر ہے ، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے ، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرما لیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ۔
(سورہ الاعراف، آیت: 201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقوی اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالا آبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اوردر ودونعت ختم الانبیاء کیو اسطے
اور سب اصحاب وآل مجتبی کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے کے واسطے
بالخصوص ان اولیائے باصفا کے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الہدی کے واسطے
حاجی امداد اللہ ذوالعطا کے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے
شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے
بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے
نشہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبدقدوس شہ صدق وصفا کیواسطے
اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے
احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیر اولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علاالدین صابر بارضا کیواسطے
شہ فریدالدین شکر گنج بقا کے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے
شہ معین الدین حبیب کبریاء کے واسطے
خواجہ عثمان با شرم وحیا کے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے
شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محترم شاہِ ولا کے واسطے

احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے
شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کیواسطے
خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کیواسطے
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے
شیخ حسن بصری امام اولیاء کیواسطے
ہادی عالم علی شیر خدا کیواسطے
سرورِ عالم محمد مصطفٰے کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کیواسطے
یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے
کر رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے
کون ہے تیرے سوا مجھ بےنوا کیواسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے
ہے عصائے آہ مجھ بےدست وپا کیواسطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے
اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیواسطے

☆☆☆☆☆

معمولات

صبح و شام

معمولات اور ان کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کو ان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں۔ راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت وعاشقان حق کی رہنمائی کا ادنیٰ فریضہ انجام دیتا ہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے ۔ تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کو شروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ______ 3، بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْه ______ 100 بار

درود شریف۔ ______ 100 بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ______ 200 بار

اِلَّا اللّٰه۔ ______ 400, بار

اَللّٰهُ اللّٰه۔ ______ 600, بار

اَللّٰهُ۔ ______ 100 بار

تلاوت کلام پاک کم از کم ایک پارہ مع سورۂ یسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔ ایک منزل

شام کے معمولات

استغفار۔ ____________ 100، بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ____________ 100، بار

درود شریف۔ ____________ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ

صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ____________ 3، بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ____________ 100، بار

درود شریف۔ ____________ 100، بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ____________ 100، بار

اَللّٰهُ اللّٰه۔ ____________ 100، بار

اللّٰه۔ ____________ 100، بار

کم از کم سورۂ یسین شریف کی تلاوت، زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہر روز۔ ____________ ایک منزل

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ____________ 100، بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ____________ 100، بار

درود شریف۔ ____________ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ____________ 100،بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ ____________ 100،بار

طبقۂ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ____________ 33،بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہ۔ ____________ 33،بار

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ ____________ 33،بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ____________ 33،بار

استغفار۔ ____________ 33،بار

درود شریف۔ ____________ 33،بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

{مؤلف کا تعارف}

نام	:	محمد علاء الدین قاسمی ؔابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔
ولادت و پیدائش	:	مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا)
ابتدائی تعلیم	:	ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔
عربی اول	:	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)
عربی دوم، سوم	:	مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)
اعلی تعلیم	:	عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی)
فراغت	:	سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

☆☆☆☆☆☆

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔

۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ نکاح اور طلاق۔

۴۔ حج گائیڈ۔

۵۔ چالیس حدیثیں۔

۶۔ جادوٹونا، اور کہانت کا حکم۔

۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔

۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔

۹۔ عظمت قرآن۔

۱۰۔ مسائل حاضرہ۔

۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔

۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔

۱۳۔ چراغ اصلاح۔

۱۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔

۱۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔

۱۶۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں۔

۱۷۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰ تصوف کی اہمیت وضرورت۔

۲۱۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۲۳۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اور اخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات جلد، اوّل۔

۲۶۔اصلاحی واقعات جلد دوم۔

۲۷۔اصلاحی واقعات جلد سوم۔

۲۸۔دعاء کا صحیح طریقہ۔

۲۹۔اصلاح کا مبارک سفر۔

۳۰۔قربانی کی شرعی حیثیت۔

۳۱۔پنج وقتہ نماز اور ان کے ضروری مسائل۔

۳۲۔محرم الحرام تاریخ وشریعت کے آئینے میں۔

۳۳۔عہدہ ومنصب کا حریص، رسوائی اور وبال کا طالب ہے۔

۳۴۔اتحاد واتفاق کے بغیر آپ کی جماعت کا فیل ہونا طے ہے۔

۳۵۔علماء کرام اصلاح کی روحانی چھاؤں میں۔

۳۶۔مزارات اولیاء کرامؒ اور ان کے فیوض وبرکات برحق ہیں۔

۳۷۔اصلاحی واقعات جلد چہارم۔

۳۸۔رجب المرجب اور شعبان المعظم پر ایک تحقیقی مطالعہ۔

﴿بیعت سے آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے﴾

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کردیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آجا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں ،تو بالکل صاف وشفاف ، میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی ، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے بلا پس وپیش میرے اندر کود پڑ بس ، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہو کر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھو کر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کردے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

نوٹ:

اس مضمون کو طباعت کے وقت بیک فرنٹ پر ڈالیں